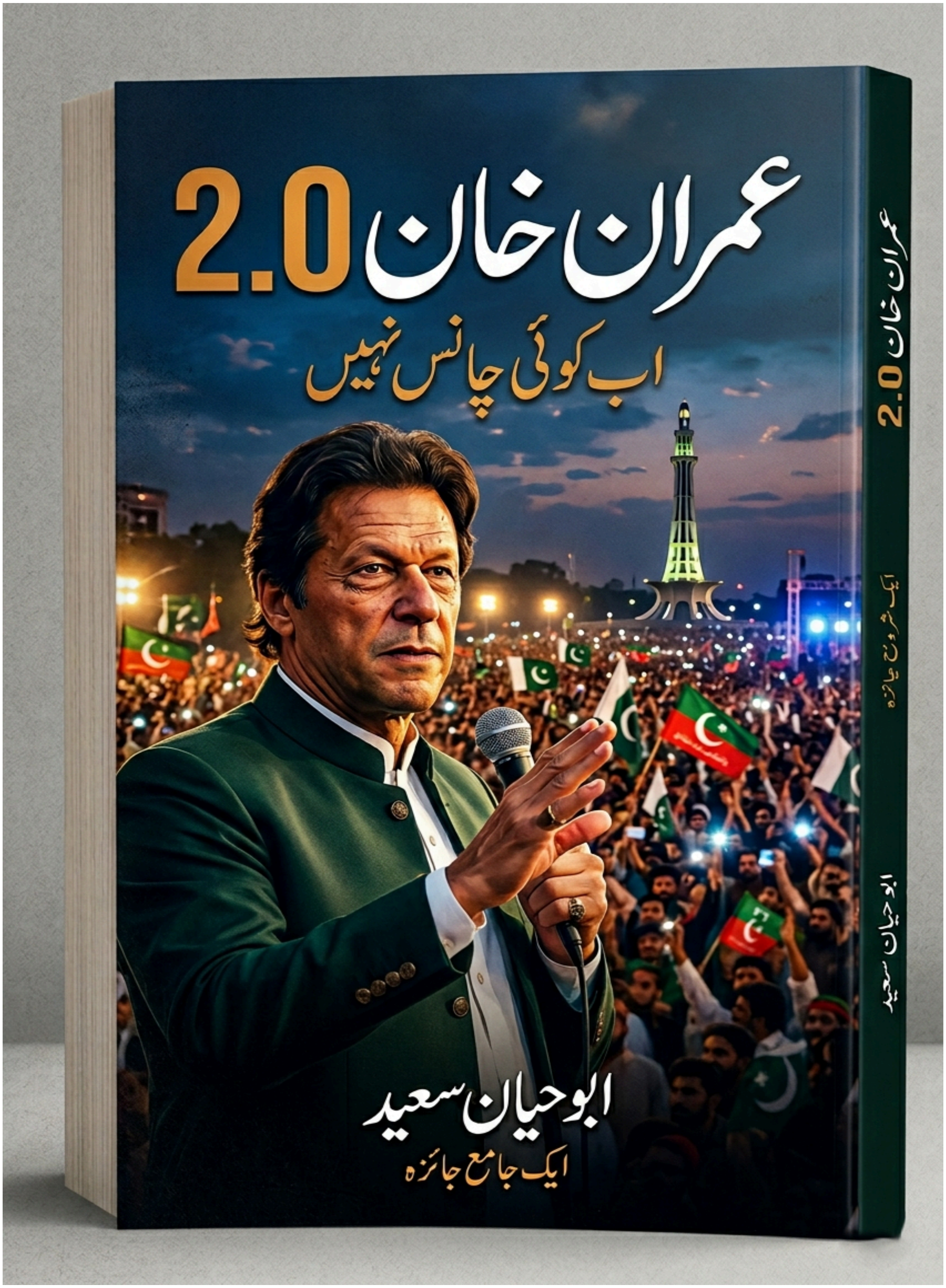


عمران خان 2.0
اب کوئی چانس نہیں
ابوحیان سعید
ایک جامع جائزہ
عمران خان 2.0
ابوحیان سعید

عمران خان 2.0

ابو حیان سعید
26 مئ 2026

عمران خان کی واپسی بہ حیثیت وزیر اعظم پاکستان واپسی کی افواہ ساز فیکٹریوں سے میرا استفسار ھے کہ
عمران خان کی واپسی کس میکنزم کے تحت ہو گی ؟
عمران خان کی معاشی پالیسی کیا ھے ؟
عمران خان کی قومی تعلیمی پالیسی کیا ھے ؟
عمران خان کی خارجہ پالیسی کیا ھے ؟

شوکت ترین ، اسد عمر ، ڈاکٹر حفیظ شیخ ، ڈاکٹر رضا باقر، بابر علی ، موٹو گینگ فواد چوھدری ، پرویز خٹک ، بیرسٹر شہزاد اکبر ، شیخ رشید ، مراد سعید ، ڈاکٹر عارف علوی ، عمران اسماعیل ، ایم کیو ایم ، باپ پارٹی ، چوھدری حضرات سمیت دیگر کئ ناکارہ پرزے تو کسی کام کے نہ پہلے تھے اور اب تو ان ناکارہ لاشوں سے بدبو آنے لگی ھے اب نہ تو جنرل فیض حمید ھیں نہ جنرل باجوہ ھیں ، لالہ جی عطا اللہ عیسی خیلوی بھی دل گرمانے والے گیت گانے سے قاصر ھیں ، آئ ایس آئ نے پروجیکٹ عمران خان کی ھارڈ ڈرائیو ضائع کر دی ھے ۔ مہنگائ آسمان کو چھو کر سورج کی جانب گامزن ھے ، آئ پی پیز نے آتنک مچا رکھا ھے ، ملک میں نہ بجلی ھے نہ گیس ھے . ٹیکنو کریٹس کو شامل کرنے سے بہتر ھے کہ شیطان سے یاری کر لی جائے
-
بیرون ملک پاکستانیوں نے پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے سے کان پکڑ لیئے ھیں ، مقامی سرمایہ کار اور صنعتکار فرار ھو چکے ھیں ،

شریف خاندان اور زرداری خاندان کا لوٹ مار کا پیسہ ملک سے باہر ھے ۔ عدلیہ فوجی جنتا کے سامنے سجدے میں پڑی ہوئ ھے ۔ پورے ملک میں انتظامیہ کو آئ ایس آئ اور ایم آئ کے سیکٹر کمانڈرز کے ماتحت کر دیا گیا ھے ۔
تو عمران خان ملک چلائیں گے کیسے ؟ نہ ھوائ جہاز ھیں نہ ہیلی کاپٹرز ھیں نہ بلٹ پروف گاڑیوں کی لہر بحر ھے نہ علیم خان اور جہانگیر ترین کا اربوں روپے کا فنڈ ھے ۔ صابر شاکر،معید پیرزادہ ، حبیب اکرم ،اکبر باجوہ ، صبیح کاظمی دن رات تسبیح پر مقبولیت مقبولیت مقبولیت کا ورد کرتے رھیں لیکن مصیبت یہ ھے کہ مقبولیت کی بنیاد پر ملک نہیں چلتے اور نہ ھی معاشی مسائل حل ھو سکتے ھیں ۔ ھمارے دوست فیاض حمید صاحب فرما رھے تھے کہ عمران خان برینڈ بن چکے ھیں تو ھم نے عرض کیا کہ بلکل درست فرمایا لیکن برینڈز سے بھلا ملک چلا کرتے ھیں ۔ پاکستان جس گڑھے میں گر چکا ھے اس کو عمران خان نہی نکال سکتے ۔ تو سوال پیدا ھو تا ھے کہ پاکستان کو اس گڑھے سے کون نکالے گا ؟ تو ھماری موٹی عقل کے مطابق آسمان سے بھی کوئ فرمانروا آئے تو بھی یہ کام نہ ھو پائے گا ۔

حرف آخر :

مجھے تو جرنیلوں کی بے بسی پر ہنسی آتی ھے ان کا فضلہ کھانے پر مجبور ھیں کہ جن شریفوں اور زرداریوں کو کرپشن کے ٹھیکےدار بتا کر راندہ درگاہ کر دیا تھا ان کے اٹھانے پر مجبور ھیں --- کیا اٹھانے پر --- نخرے اٹھانے پر --

پاپولزم کا سراب اور کٹھ پتلی راج کا عبرت ناک انجام:
عمران خان کی سیاست کا زوال

ابو حیان سعید

16 مئ 2026

پاکستان کی معاصر سیاست کا سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ یہاں عوامی مقبولیت کو اکثر حکمرانی کی صلاحیت کا متبادل سمجھ لیا جاتا ہے۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کو بلا شبہ ملک کے ایک بہت بڑے حصے میں پاپولسٹ (populist) تائید حاصل رہی ہے، لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جب بیانیے کا زمینی حقائق سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو بڑے سے بڑا بت بھی پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اپوزیشن میں رہ کر کروڑوں عوام کو جو خواب "دکھائے" گئے تھے، اقتدار میں "ہونے" کے عمل نے ان کی قلعی کھول دی۔ سچائی یہ ہے کہ ہوم ورک سے عاری پالیسیوں، اپنے گرد موجود کرپٹ مافیا (ناکام بینکرز، اینگرو مافیا ، آئ پی پیز کارٹلز ، بوڑھے کنواروں ، عظیم سیاسی لوٹوں ، شوگر مافیا ، لینڈ مافیا) کے تحفظ اور عسکری اسٹیبلشمنٹ کی کٹھ پتلی بن کر حکومت کرنے کے باوجود عمران خان ڈیلئور نہ کر سکے اور ملکی فوجی مقتدرہ اور بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کے لیے یکسر ناکارہ (useless) ثابت ہو چکے ہیں، اور اب عالمی سطح پر ان کی واپسی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔

اب ہو کیا رھا ھے اور کیا ھونے والا ھے اس پر مرحلہ وارنظر ڈالتے ھیں ۔۔

۱۔ اسٹیبلشمنٹ کی کٹھ پتلی اور ہائبرڈ نظام کا عبرت ناک انجام

عمران خان کا ساڑھے تین سالہ دورِ حکومت کسی آزاد سویلین لیڈر کا عہد نہیں تھا، بلکہ وہ پاکستان کی تاریخ کے بدترین اور سب سے کمزور "ہائبرڈ نظام" کا چہرہ تھے۔ وہ اسٹیبلشمنٹ کے کندھوں پر بیٹھ کر اقتدار کے ایوانوں تک پہنچے اور ایک کٹھ پتلی کی طرح ڈوریاں ہلانے والوں کے اسکرپٹ پر عمل کرتے رہے اور عوام کے لیئے کچھ خاص ڈیلئور نہی کر پائے۔

بیساکھیوں پر قائم راج: تحریک انصاف کے پاس پارلیمنٹ میں کبھی اکثریت نہیں تھی، یہ عسکری اسٹیبلشمنٹ ہی تھی جو اتحادیوں کو ہانک کر لاتی، بجٹ پاس کرواتی اور کپتان کی گرتی ہوئی حکومت کو سہارا دیتی تھی۔ جیسے ہی فوجی مقتدرہ نے خود کو "نیوٹرل" کیا، یہ پورا سیاسی محل ریت کی دیوار کی طرح ڈھے گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ حکومت اپنے بل بوتے پر قائم ہی نہیں تھی۔

تعیناتیوں میں بے بسی: وزیرِ اعظم ہاؤس میں بیٹھنے کے باوجود اصل طاقت کہیں اور تھی۔ کابینہ میں ٹیکنو کریٹس کی شکل میں اسٹیبلشمنٹ کے چلے ہوئے ٹھس پھس مہرے فٹ کیے گئے اور اکتوبر 2021 میں ڈی جی آئی ایس آئی (DG ISI) کی تعیناتی کے تنازع پر کپتان کی نام نہاد خود مختاری کا جنازہ نکل گیا، جہاں انہیں مقتدرہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔

2.. ہوم ورک کی کمی اور پالیسیوں کا فکری افلاس

عمران خان بنیادی طور پر صرف ایک پولیٹیکل موبلائزر (عوام کو متحرک کرنے والے) ہیں، جن کے پاس معیشت، خارجہ امور یا مقامی گورننس کا کوئی ٹھوس روڈ میپ کبھی تھا اور نہ ہو گا۔ ان کا پورا نظام محض وقتی جذباتی نعروں اور یو ٹرنز پر چلتا رہا۔

معاشی ناتجربہ کاری کا خمیازہ: اقتدار سے پہلے اسد عمر جیسے نام نہاد معیشت دانوں نے خان صاحب کو یہ پٹی پڑھائی کہ چونکہ نواز شریف کے دور میں ڈالر 98 روپے کا تھا، اس لیے کرپشن ختم ہوتے ہی یہ دوبارہ 60

روپے پر آ جائے گا۔ لیکن حقیقت سامنے آتے ہی تحریک انصاف کا معاشی غبارہ پھٹ گیا اور ملکی تاریخ کی سخت ترین شرائط پر آئی ایم ایف (IMF) کے آگے گھٹنے ٹیکنے پڑے . خان صاحب نے کبھی اسد عمر سے یہ تک نہی پوچھا کہ 98 روپے والا ڈالر 60 روپے پر کس میکنزم کے تحت آۓ گا ؟

خارجہ اور داخلی ناکامی: خارجہ محاذ پر ملائیشیا سمٹ میں سعودی عرب کے دباؤ پر نہ جانا اور آخری دنوں میں "سائفر" کا جھوٹا بیانیہ گھڑ کر سب سے بڑے شراکت دار (امریکہ) سے تعلقات بگاڑنا سفارتی ناپختگی کی انتہا تھا۔ داخلی سطح پر پنجاب کو عثمان بزدار جیسے نااہل شخص کے حوالے کر کے پورے صوبے کی گورننس کو مفلوج کیا گیا۔

3 . احتساب کا تضاد: ناک کے نیچے کھلی کرپشن

عمران خان نے26 سالوں جس "کرپشن کے خاتمے" کا راگ الاپا، اقتدار میں آتے ہی وہ محض سیاسی مخالفین سے انتقام کا زبانی کلامی نعرہ ثابت ہوا۔ ان کی اپنی ناک کے نیچے ان کے قریبی ساتھیوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا جس پر کپتان نے آنکھیں بند کیے رکھیں۔

فرح گوگی اور بشریٰ بی بی کا نیٹ ورک: پنجاب کی پوری بیوروکریسی کی ٹرانسفر پوسٹنگز فرح گوگی کے اشارے پر ہوتی تھیں اور اس کے عوض اربوں روپے کی رشوت وصول کی گئی، جس سے ان کے اثاثوں میں راتوں رات اربوں کا اضافہ ہوا۔

شہزاد اکبر اور القادر ٹرسٹ اسکینڈل: احتساب کا راگ الاپنے والے شہزاد اکبر کی نگرانی میں برطانوی ایجنسی سے آنے والے190 ملین پاؤنڈ (6060 ارب روپے) کو ایک بند لفافے کے ذریعے ملک ریاض کے بحریہ ٹاؤن کیس کے جرمانے میں ایڈجسٹ کیا گیا اور اس کے عوض القادر ٹرسٹ کے نام پر زمینیں بٹوری گئیں۔

زلفی بخاری اور مانیکا خاندان: راولپنڈی رنگ روڈ اسکینڈل میں مخصوص ہاؤسنگ سوسائٹیز کو فائدہ پہنچانے کے لیے نقشہ تبدیل کیا گیا، جبکہ دوسری طرف ابراهیم مانیکا اور مانیکا خاندان پنجاب کی انتظامیہ کو اپنے ذاتی پروٹوکول اور مفادات کے لیے استعمال کرتا رہا ۔ یہ وهی زلفی بخاری ، ابراهیم مانیکا اور شہزاد اکبر تگڈم هے جس نے توشہ خانہ کی اشیا فروخت کیں ، کروڑوں ڈالرز کمائے اور عمران خان اپنی اکڑفوں میں خود پر الزام لیتے رهے کہ میری چیزیں تھیں میں نے فروخت کر دیں ۔

4 .. بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کے لیے یکسر غیر اہم (Useless)

عالمی طاقتیں کسی ملک کے اندرونی مقبولیت کے ڈراموں کو نہیں، بلکہ اپنے ٹھوس جیو پولیٹیکل اور معاشی مفادات کو دیکھتی ہیں۔ موجودہ بین الاقوامی مقتدرہ کے لیے عمران خان کی کوئی سیاسی افادیت باقی نہیں رہی کیونکہ موجودہ رجیم ان کے تمام ایجنڈوں کو زیادہ یکسوئی سے آگے بڑھا رہا ہے۔

چین کو فری ہینڈ: چین نے پاکستان کو بھارت کے خلاف ایک مضبوط فضائی قوت (Air Force) بنا دیا ہے، جہاں جے-10 سی، جے ایف17 بلاک فور اور پانچویں نسل کے جے-20 اسٹیلتھ طیاروں کی فراہمی سے دفاعی توازن برقرار رکھا گیا ہے۔ عمران خان کے دور میں سی پیک کی سست روی کے برعکس موجودہ رجیم نے چین کو مکمل "فری ہینڈ" اور سیکیورٹی کی ضمانت دی ہے، جو بیجنگ کو سب سے زیادہ سوٹ کرتا ہے۔

امریکہ، سعودیہ اور ایران کا اطمینان: امریکہ کے لیے موجودہ سیٹ اپ سیکیورٹی اور جوہری اثاثوں کے تحفظ کے لحاظ سے ایک قابلِ پیش گوئی (predictable) پارٹنر ہے۔ سعودی عرب کو اپنی سلامتی کے لیے پاکستان کی عسکری اسٹیبلشمنٹ کی ٹھوس ضمانت حاصل ہے، جبکہ ایران کو اپنی مشرقی سرحد کے تحفظ کے لیے موجودہ مضبوط عسکری کنٹرول پر پورا بھروسہ ہے۔

حاصلِ کلام

عمران خان کی سیاست یہ ثابت کرتی ہے کہ "دیکھنے اور ہونے میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے"۔ کنٹینر پر کھڑا انقلابی لیڈر جب اقتدار کی کرسی پر بیٹھا تو وہ اسٹیبلشمنٹ کی ایک لاچار کٹھ پتلی، معاشی طور پر نااہل اور اپنے اردگرد موجود کرپٹ مافیا کا محافظ ثابت ہوا۔ اب جبکہ آئی ایم ایف، امریکہ، چین اور سعودی عرب کے مفادات موجودہ رجیم کے استحکام اور پالیسیوں کے تسلسل سے جڑے ہوئے ہیں، تو بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کے لیے عمران خان کی حیثیت صفر ہو چکی ہے۔ دنیا کو اب ایک ایسے ناتجربہ کار، جارحانہ اور غیر متوقع پاپولسٹ لیڈر کی کوئی ضرورت نہیں جو اپنے ذاتی بیانیے کے لیے ملک کے معاشی اور سٹریٹجک تعلقات کو داؤ پر لگا دے ۔ اب پاکستان میں ہوشربا مہنگائ ہو ، موجودہ رجیم چینج ملٹری اسٹیبلشمنٹ عوام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ، بجلی گیس ہو نہ ہو ، معشوقاؤں کو گلف اسٹریم جیٹ دیئے جائیں ، این ایف سی ایوارڈ میں ملنے والے اربوں ڈالر سندھ حکومت بیرون ملک منتقل کر دے ، پورا پاکستان عمران خان کو ووٹ دے ، بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کو اس کی کوئ پرواہ نہی ھے ۔

عمران خان جیل سے باهر آ کر کون کون سے تیر مار لیں گے ؟

ابو حیان سعید
22 مئ 2026

میرے لکھے هوئے 16 مئ 2026 کے مضمون بعنوان " **پاپولزم کا سراب اور کٹھ پتلی راج کا عبرت ناک انجام: عمران خان کی سیاست کا زوال** " کے بعد درجنوں احباب نے شکوہ کیا کہ آپ تو بہت عرصے سے عمران خان کے خلاف لکھ رهے هیں وغیره وغیره ۔ اب سب کو علحیده علحیده جواب دینا تو بہت دشوار هے کیونکہ میری اور بہت سے مصروفیات هیں ، اپنی مصروفیات میں آخر میں آپ کو لازمی بتاؤں گا تو اسی وجہ سے یہ مضمون لکھنا پڑ گیا اور اس میں بھی تین دن لگ گئے ۔

خیر بات شروع هوئ تھی کہ موجوده صدی میں کائنات کے سب سے پاپولسٹ شخص عمران خان سے کہ نوجوانوں کی 95 فیصد تعداد اور لاکھوں اچھے خاصے پڑھے لکھے هوشمند بڑی عمر کے لوگ بھی یہ سمجھ بیٹھے هیں کہ عمران خان جیل سے باهر آ کر ایسے ایسے کارنامے انجام دیں گے کہ تاریخ سکندر اعظم اور ونسٹن چرچل کو بھول جائے گی ۔

بات انتہائ طویل هو جائے گی کہ میں الف سے یے تک کی پوری داستان لکھنے بیٹھوں اس لیئے بنیادی موضوعات پر هی بات کی جا سکے گی جن میں عمران خان کی معاشی، تعلیمی، سماجی ، فارن اور انتظامی پالیسیوں پر گفتگو کر لیتے هیں ۔ تو جناب پاکستان کا مسئلہ اعلی " معاشی" هے ۔

بنیادی طور پر عمران خان کی کوئ پالیسی تھی هی نہی ۔ 2011 سے 2018 تک هر آنے والا آئ ایس آئ چیف عمران خان کو زبانی کلامی یہ یقین دلاتا رها کہ آپ اس ملک و قوم کے مسیحا هیں جبکہ باقی سب چور اور کرپشن میں لت

پت ھیں ، یہ بات آدھی سچ ھے کہ اس بات کا آخری حصہ سو فیصد درست ھے کہ سب سیاسی گماشتے چور اور کرپشن میں لت پت ھیں ۔
جنرل آصف غفور کے آئ ایس پی آر نے کروڑوں روپے کے بجٹ سے سینکڑوں سول نوجون لڑکے لڑکیاں بھرتی کیئے تھے جن کا کام عمران خان کو مسیحا و نجات دھندہ قرار دے پورے سوشل میڈیا پر طوفان برپا کرنا تھا جنرل آصف غفور کا آئ ایس پی آر گوئبلز 2.0 بنا ھوا تھا ۔ عمران خان کو صرف یہ بات اچھی طرح پتا ھے کہ پاکستان میں سیاسی اقتدار آرمی چیف کی جیب سے باھر آتا ھے اس لیئے دوران قید انھوں نے نصف درجن بار برملا یہ کہا ھے کہ وہ حکومت سے کوئ بات نہی کریں گے بلکہ وہ صرف ٹاپ ملٹری آفیشل سے ھی بات کریں گے ، اب ٹاپ ملٹری آفیشل کون ھے یہ تو افریقہ کے جنگلوں میں رھنے والا جھینگو لا لا ڈم ڈم پر رقص کرنے والا قبائلی بھی جانتا ھے کہ پاکستان کا ٹاپ ملٹری آفیشل کون ھے ؟

ایک بات تو سو فیصد سچ ھے کہ عمران خان اپنی ذات میں کھبی بھی مالیاتی کرپشن میں ملوث نہی رھے ۔ عمران خان کی مقبولیت ایسی ھے کہ اگر وہ کہہ دیں کہ مجھے کوک پسند ھے میں کوک پیتا ھوں تو چوبیس گھنٹے میں پاکستان سے کوک کا اسٹاک ختم ھو جائے گا اور لوگ دیوانوں کی طرح دن رات کوک تلاش کرتے رھیں گے ، اگر عمران خان یہ کہہ دیں کہ میں فلاں برانڈ کی چائے پیتا ھوں تو اس برانڈ کی پتی کا دو سو گرام کا ڈبہ دو ھزار روپے میں بکنے لگے گا اور مارکیٹ سے ختم ھو جائے گا ، عمران خان اگر کہہ دیں کہ میں سروس کے پشاوری چپل پسند کرتا ھوں تو پاکستان میں کروڑوں لڑکیاں بھی وھی چپل خریدنے بھاگیں گی ، عمران خان اگر یہ کہہ دیں کہ میں روح افزا شربت پسند کرتا ھوں تو ھمدرد کو وخت پڑ جائے گا کہ ھمدرد ڈیمانڈ ھی پوری نہی کر پائے گا ، عمران خان اگر یہ کہہ دے کہ میں قرشی کی" اکسیر جگر " استعمال کرتا ھوں تو پاکستان تو کیا پوری دنیا کی فارما مارکیٹ میں بھونچال آ جائے کہ ملٹی نیشنل فارما کمپنیز کارٹل بنا کر قرشی انڈسٹریز کو دس بیس ارب ڈالر میں خرید لیں گی اور اکسیر جگر ایک سو ساٹھ روپے کی بجائے

دو ہزار روپے میں بکنے لگے گی پھر بھی کروڑوں بوتلوں کی ڈیمانڈ پوری نہی ہو سکے گی ۔ اگر عمران خان کسی بھی برانڈ کے پرفیوم کے اشتہار میں آ جائیں تو وہ پرفیوم برانڈ راتوں رات دنیا کا سب بڑا اور مہنگا ترین برانڈ بن جائے گا اور ڈیمانڈ پوری کرنی کمپنی کے لیئے سخت امتحان بن جائے گا ۔
مجھے پورا یقین ھے کہ اگر پاکستان میں آزادانہ انتخابات کرا دیئے جائیں اور چاھے ووٹر کی عمر پچیس تو چھوڑیں چالیس سال بھی کر دی جائے تب بھی 80 فیصد سے زائد ووٹ عمران خان کے گدھوں گھوڑوں کو پڑ جائیں گے ۔

ان سب حقائق کے با وجود میں ببانگ دھل یہ کہتا ھوں کہ
عمران خان کے پاس اپنا کوئ vision نہ تھا اور نہ ھے ، انکو صرف اس بات پر یقین ھے کہ اگر آئ ایس آئ چیف اور آرمی چیف میرے ساتھ ھیں تو
پالیسیاں جائیں تیل لینے ۔ جو وہ کہتے رھیں گے میں وہ کہتا اور کرتا رھوں گا ۔

پروجیکٹ عمران کی بنیاد جنرل حمید گل نے رکھی تھی ، جنرل حمید گل پی پی پی سے سخت الرجک تھے اسی لیئے آئ جے آئ بنا کر نواز شریف کو پروموٹ کرتے رھے لیکن جب نواز شریف اور انکے خاندان نے اپنا اصلی رنگ دکھایا تو جنرل حمید گل نواز شریف سے بھی مایوس ھو گئے ۔ جنرل حمید گل کی آئ ایس آئ سے 1989 میں جبری رخصتی کے باوجود پروجیکٹ عمران خان آئ ایس آئ نے اپنے سینے سے لگا کر رکھا تا وقتیکہ لیفٹننٹ جنرل احمد شجاع پاشا آئ ایس آئ کے سربراہ بن گئے ان کا دور 2008 سے 2012 پروجیکٹ عمران خان کا سہنرا دور تھا ۔ پھر لیفٹننٹ جنرل ظہیر الاسلام آئ ایس آئ چیف بن گئے جو عمران خان کے عشق میں جنرل پاشا سے بھی دو ھاتھ آگے تھے ۔ جنرل فیض حمید کے کارنامے تو میں پہلے ھی ایک طویل مضمون میں لکھ چکا ھوں اس مضمون کا لنک آخر میں درج کر دوں گا ۔

یاد رھے کہ آج بھی آئ ایس آئ میں حمید گل ڈاکٹرائن بہت اھمیت رکھتا ھے ۔ حمید گل کے خاص الخاص پنٹر صحافی ھارون رشید نے جنگ اخبار میں عمران خان کے نام سے کئ کالم لکھے جن میں تین چیزیں نمایاں تھیں اسلام ، پاکستان اور عوام ۔ جب یہ کالم شائع ھوئے تو انداز تحریر سے میں نے پہچان لیا کہ یہ ھارون رشید نے لکھے ھیں لیکن پھر بھی جنگ کے کرتا دھرتا ارشاد احمد حقانی سے تصدیق کی تو انھوں نے ہچکچاتے ھوئے تصدیق کی ۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب عمران خان صرف ھارون رشید کی بات سمجھتے اور مانتے تھے ۔ پھر ھارون رشید نے عمران خان کو گوجر خان کے سگریٹ پھونک صوفی پروفیسر احمد رفیق اختر کے پاس لے جانا شروع کر دیا یہ 2011 -2012 کی بات ھے کہ ھارون رشید نے پے درپے کئ کالم لکھ مارے کہ پروفیسر احمد رفیق اختر نے عمران خان کو بشارت دے دی ھے کہ وہ اگلے انتخابات کے بعد اقتدار میں آ جائیں گے ۔ پروفیسر احمد رفیق اختر کی محفل میں بہت پڑھے لکھے لوگ شریک ھوتے تھے کئ بیوروکریٹ اور اعلی ملٹری آفیسرز کا بھی وھاں آنا جانا لگا رہتا تھا موجودہ ایم آئ چیف میجر جنرل واجد عزیز اس وقت کرنل تھے اور پروفیسر کے خاص لوگوں میں شمار ھوتے تھے ان کے علاوہ آئ ایس آئ کے اسلام آباد کے سیکٹر کمانڈر بھی اکثر وھاں پائے جاتے تھے جو عمران خان بارے پروفیسر احمد رفیق اختر کی بھوش وانیوں پر یقین کرنے لگے تھے ۔ آئ ایس آئ چیف جنرل احمد شجاع پاشا جو بہت اچھی کرکٹ کھیلتے تھے پہلے ھی عمران خان کے زبردست فین تھے پروفیسر احمد رفیق اختر کے ھاں حاضری دیا کرتے تھے ۔

عمران خان کے ساڑھے تین سالہ دورِ حکومت (2018ء تا 2022ء) میں معاشی، تعلیمی اور سماجی پالیسیوں کے نتائج اس سطح پر حاصل نہ ہو سکے جن کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ غیر جانبدار ماہرین، معاشی تجزیہ کاروں اور سیاسی مبصرین کے مطابق ان پالیسیوں کی ناکامی کی چند بڑی وجوہات اور ان کے پیچھے موجود ٹیم کی تفصیل درج ذیل ہے:

معاشی پالیسیوں کی ناکامی کی وجوہات

فیصلہ سازی میں تاخیر (Indecisiveness): حکومت سنبھالتے ہی آئی ایم ایف (IMF) کے پاس جانے یا نہ جانے کے فیصلے میں تقریباً آٹھ مہینے کی تاخیر کی گئی، جس سے مارکیٹ میں غیر یقینی صورتحال پیدا ہوئی، روپے کی قدر گری اور غیر ملکی ذخائر پر شدید دباؤ آیا۔
ٹیم میں مسلسل تبدیلیاں: معاشی عدم استحکام کی بڑی وجہ عمران خان میں مستقل مزاجی کا نہ ہونا تھا۔ پونے چار سال میں چار وزیرِ خزانہ بدلے گئے۔ ہر نئے وزیر خزانہ کے ساتھ معاشی ترجیحات تبدیل ہو جاتی تھیں، جس سے طویل مہم جوئی ممکن نہ ہو سکی۔ ایک ایسا مرحلہ بھی آ گیا تھا کہ فرح گوگی کو سینیٹر بنا کر وزیر خزانہ بنانے کی فرمائش خاتون اول نے کی اور جس پر عمران خان عمل درآمد کے لیئے اپنےقریبی پنٹروں کو بتانا شروع کیا یہ خبر جنرل باجوہ تک پہنچی تو انھوں نے عمران خان کو ایسا کرنے سے روک دیا ۔

یہ پالیسیز کون بنا رہا تھا ؟

عمران خان کی پالیسی ساز ٹیم بنیادی طور پر چار حصوں میں منقسم تھی ، دنیا کے سب سے بڑے ماہر معاشیات جنرل باجوہ ، سیاسی رہنما، غیر منتخب ٹیکنو کریٹس اور بیوروکریسی۔

حکومت کے مختلف ادوار میں معاشی گاڑی چلانے والے اہم نام یہ تھے:
جنرل قمر جاوید باجوہ : جنرل صاحب کے بقول وہ سب سے بڑے ماہر معاشیات ھیں اور آخری اطلاعات آنے تک وہ یونورسٹی آف چیچہ وطنی سے معاشیات میں پی ایچ ڈی ھیں جو انھوں نے بذریعہ ڈاک حاصل کی تھی ۔

اسد عمر: تحریکِ انصاف کے پہلے وزیرِ خزانہ اور پلاننگ منسٹر جو مارکیٹنگ میں ایم بی اے ھیں اور فنانس سے ان کا ایسا تعلق ھے جیسا ھمارا نیوکلئیر فزکس سے ھے ۔ اسد عمر نے ابتدائی معاشی ماڈل اور ڈھانچہ تیار کیا

جو انتہائ بوگس تھا اس سے پہلے کئ سال وہ عمران خان سے کہتے رہے کہ خان صاحب تسی فکر ای نہ کرو ، اساں پاور تے آکے 98 کا ڈالر 60 پر لے آں گے۔ ان کی اس بات پر عمران خان زور زور سے سر ہلاتے رہتے تھے۔ عمران خان نے کھبی اسد عمر سے پوچھا ھی نہی کہ یہ کام کس میکنزم کے تحت ھوگا ؟ ایک خاص بات یہ کہ عمران خان نے گذشتہ تیس برسوں میں بٹوہ یا والٹ رکھا ھی نہی اور کھبی کوئ چیز خریدی نہی کہ انھیں قیمتوں ، مہنگائ ، پیسوں کی اہمیت کا احساس ھوتا وہ معاشی معاملات میں نل بٹا سناٹا ھیں ۔ شاید کرنسی نوٹوں کو ھاتھ لگائے اتنا ھی عرصہ ھو گیا ھوگا ۔

ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ: یہ پاکستان کے سب سے بڑے فراڈی ھیں جو سوٹ پہن کر بھولی سی صورت بنا کر صرف آئ ایم ایف کے مفادات کی نگرانی کرتے ھیں ۔ سابقہ کئ حکومتوں کے آزمودہ کار آلو گوبھی کے ماہرِ معاشیات، جنہیں ٹیکنو کریٹ کے طور پر لا کر آئی ایم ایف سے سخت ترین معاہدہ کروایا گیا۔
حماد اظہر اور شوکت ترین:
حماد اظہر بطور معاشی مینیجر اس لیے کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ عمران خان کی حکومت مسلسل وزرائے خزانہ بدل رہی تھی (4 سال میں 4 وزراء)، جس کی وجہ سے کسی کو بھی طویل مدتی پالیسی چلانے کا موقع نہیں مل سکا اور کوئ مستحکم معاشی پالیسی بنانا حماد اظہر کے بس کی بات بھی نہی تھی
۔
شوکت ترین ایک ناکام بینکر ھیں جو شخص اپنا بینک نہی چلا سکا اس کو خان صاحب نے اس بنیاد پر وزیر خزانہ بنا دیا کہ ماضی میں ان کے بینک نے شوکت خانم کینسر اسپتال کے لیئے خاصا کام کیا تھا ۔

ڈاکٹر رضا باقر : سابق گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان
رضا باقر آئ ایم ایف کے ھٹ مین ھیں جو کئی ملکوں کی معاشی صورتحال کو تباہ کر کے آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنسانے کا مشن انجام دے چکے ھیں ۔ان کو آئ ایم ایف کی فرمائش پر پاکستان لایا گیا ، جنہوں نے مانیٹری

پالیسی (Monetary Policy)، شرحِ سود میں اضافے اور روپے کی قدر کو مارکیٹ کے تابع کرنے کی سخت پالیسیاں بنائیں جس سے ایکسپورٹس کا بیڑہ غرق ہو گیا ۔
معاشی مشاورتی کونسل (EAC): اس میں ملک کے کاغذی نامور ماہرین شامل تھے جو صرف باتیں کرنے کے ماہر تھے جیسے ڈاکٹر اشفاق حسن خان، ڈاکٹر عابد سلیری اور ڈاکٹر عشرت حسین (ادارتی اصلاحات کے مشیر)۔

اس ساری تباھی کے باوجود صرف ڈاکٹر ثانیہ نشتر کا "احساس پروگرام" اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جس کی وہ چیئرپرسن رھیں کامیابی سے چلتا رھا ، انھوں نے سماجی تحفظ اور غریب پرور ڈیجیٹل کیش ٹرانسفر کا ماڈل ڈیزائن کیا جو کامیابی سے جاری رھا ۔ ھمارا تبصرہ صرف اتنا ھے کہ ڈاکٹر ثانیہ نشتر کے کام میں کسی فوجی جرنیل کے مقدس پاؤں نہ پڑ سکے اس لیئے وہ کامیاب رھا ۔

جناب شریف خاندان اور زرداری خاندان سے تو جہنم بھی خوفزدہ ھے کہ اتنے کرپٹ لوگوں کو کیسے برداشت کروں گی ۔ دوسری طرف عمران خان کے گینگ کے حاضر و سابق ممبران ریحام خان جن کو برٹش ایم آئ سکس نے پلانٹ کیا تھا ، علیم خان ، جہانگیر ترین ، زوجہ موجودہ بشری بی بی ، فرح گوگی ، زلفی چکنا ، ابراھیم مانیکا ، بیرسٹر شہزاد اکبر، فیصل واوڈا سپلائر (اس فیصل واوڈا سپلائر کی داستان پھر کھبی سناؤں گا کہ کیسے کراچی میں کال گرلز کے البم لے لے کر ایم آئ کے حوالداروں سے ترقی کرتا کرتا ایم آئ سندھ کے کرتا دھرتا افراد تک پہنچ گیا) ، اسد عمر ، عثمان بزدار ، شوکت ترین وغیرہ کو ترازو کی کس کیٹگری میں رکھا جائے گا ؟
عمران خان کو پاس نہ کوئ پالیسی تھئ نہ ھے اور نہ ھی ھوگی وہ محض اپنی ذات کے اسیر رھے ھیں اور آئندہ بھی رھیں گے ۔

میرے دوست یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ میں عمران خان پر تنقید کے تیر برسا رہا ہوں تو موجودہ رجیم چینج یعنی فیلڈ مارشل اور حکومت میرے نزدیک آئیڈیل پوزیشن رکھتے ہونگے ، جناب ایسا کچھ نہی ھے پاکستان کے معاشی کنوئیں میں این ایف سی ایوارڈ نامی ایک خنزیر مرا پڑا ھے اور ہم اس کنوئیں سے مردار خنزیر کو نکالنے کی بجائے کنوئیں میں آب زم زم ڈالے جا رہے ھیں تو ایسے دس فیلڈ مارشل اور بیس وزیراعظم بھی اس کنوئیں کی نجاست ختم نہی کر سکیں گے ۔

ابھی تو میں نے بات شروع ھی کی تھی اور میں خود تھک گیا ھوں کہ داستان عمران خان ھے ھی عمرو عیار کی زنبیل ۔۔
اب میں آپ کو حسب وعدہ اپنی مصروفیات کا بتا دوں کہ جن کی وجہ سے میں زیادہ نہی لکھ پایا ۔ میری مصروفیات میں فلمیں دیکھنا ، ڈاکومینٹریز کو ایک سے زیادہ بار دیکھنا ، سنائپرز کی شارٹ اسٹوریز پر مبنی مختصر موویز ، سلسلہ ، نکاح ، امراؤ جان کے گانے بار بار سننا ، اے نیئر ، مالا ، احمد رشدی کے گانے ، شمیم آرا پر فلمائے گئے گانوں کی تو بات ھی کیا ھے ، رائٹرز، نیویارک ٹائمز ، دی ھندو کی سرخیوں پر نظر ڈالنا وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈالنا ، محسن حسن خان کی لارڈز میں ڈبل سینچری ، ظہیر عباس ،اظہر الدین اور قاسم عمر کی بیٹنگ کی اور سکندر بخت کی تیز رفتار ان سوئنگز پر وکٹیں اڑنا کیا شاندار بولر تھا سکندر بخت کی وڈیوز سے لطف اندوز ھونا ، مصری فٹبالر محمد صلاح کے زبردست گولز بہت غور سے دیکھتا ھوں صلاح بہت خود غرض کھلاڑی ھے لیکن finisher بہت اچھا ھے ، اٹلی کے فٹبالر پاؤلو راسی نے 1982 کے ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں برازیل کے خلاف گولز کی جو ہیٹ ٹرک کی تھی کیا پیار پیار سے گول کیئے تھے شاندار ۔۔ انوشکا شنکر کے ستار کو سنتا ھوں ، امجد ملنگ کے رباب کی کیا بات ھے ، پرانی پشتو گلوکارہ زرسانگہ کے گائے ھوئے گانے " راشہ ماما زوئے بہ لیونئے دے" کو کوک اسٹوڈیو نے نئ گلوکارہ گل پانڑے اور زر سانگہ کے ساتھ دوبارہ

ریکارڈ کیا تھا ۔۔ ایک پرانی اور ایک نئ آواز ایک ساتھ ۔۔ الگ ھی لطف دیتا ھے ۔۔ یہ تو لگتا ھے میرا اپنا خبرنامہ ھو گیا ۔

کسی جگہ پڑھا ھوا ایک قصہ یاد آگیا ۔۔۔ دوست کہتے ھیں کہ آپ کے قصے بہت ھیں اب کیا کریں ویسے تو ھم " تش پانڑے" ھیں صرف قصے ھی رہ گئے ھیں سنانے کے لیئے ۔۔

نیو یارک کا ایک مشہور و معروف وکیل شکار کی غرض سے ٹیکساس کے دیہی علاقے میں گیا۔ شکار کے دوران اس نے ایک مرغابی کو نشانہ بنایا، جو گولی لگنے کے بعد بدقسمتی سے باڑ کے اُس پار، ایک کسان کے کھیت میں جا گری۔

وکیل باڑ پھلانگ کر مرغابی لینے ہی والا تھا کہ اچانک ایک بوڑھا کسان نمودار ہوا۔ اُس نے پوچھا:
"یہاں کیا کر رہے ہو؟"

وکیل نے اعتماد سے جواب دیا:
"میں نے ایک مرغابی کو گولی ماری ہے، جو تمہارے کھیت میں گر گئی ہے۔ اُسے لینے آیا ہوں۔"

کسان نے سنجیدگی سے کہا:
"یہ زمین میری ہے، اور تمہیں یہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔"

وکیل تپ کر بولا:
"میں امریکہ کے نامور وکلاء میں شمار ہوتا ہوں۔ اگر تم نے مجھے مرغابی نہ لینے دی تو میں تم پر مقدمہ کر دوں گا، اور پھر تمہاری یہ ساری زمین میری ہو جائے گی!"

بوڑھا کسان مسکرا کر بولا:
"لگتا ہے تم نہیں جانتے کہ ہم ٹیکساس میں ایسے جھگڑوں کو کیسے حل کرتے ہیں۔ یہاں ’تھری کِک رول‘ چلتا ہے۔"

وکیل نے حیرت سے پوچھا:
"یہ کیا بلا ہے؟"

کسان نے وضاحت کی:
"اس اصول کے مطابق پہلے میں تمہیں تین لاتیں ماروں گا، پھر تم مجھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ایک فریق ہار نہ مان لے۔"

وکیل نے دل ہی دل میں سوچا، "یہ بوڑھا تو دو لاتوں میں ہی ڈھیر ہو جائے گا!"
یوں اُس نے خوش دلی سے مقامی رسم و رواج کے مطابق مقابلے پر آمادگی ظاہر کر دی۔

بوڑھا کسان وکیل کی طرف بڑھا اور بھاری بوٹ کے ساتھ پہلی لات وکیل کی پنڈلی پر رسید کی وکیل درد سے دہرا ہو گیا۔
دوسری لات سیدھی ناک پر لگی وکیل زمین پر گر گیا، خون بہنے لگا۔
تیسری لات اُس کے پہلو پر پڑی وہ کراہتے ہوئے مکمل طور پر بکھر گیا۔

کچھ دیر بعد جب وکیل نے خود کو سنبھالا، پانی کے چند گھونٹ پیے، اور بمشکل کھڑے ہو کر بولا:
" شیطان کے بچے ! اب میری باری ہے--"

بوڑھے کسان نے ہنستے ہوئے کہا:

"نہیں نہیں، کوئی بات نہیں--- میں ہار مانتا ہوں۔ مرغابی تم لے لو!"

اب اس قصے میں موجودہ صورتحال میں بوڑھا کسان کون ھے ، وکیل کون ھے اور مرغابی کون ھے ؟ یہ آپ خود سمجھیں اور مجھے بھی سمجھائیں ۔

لیفٹننٹ جنرل فیض حمید ، جنرل باجوہ ، محترمہ بشری بی بی کی تگڈم ملکر عمران خان کا کس طرح استعمال کر رھے تھے اس مضمون میں تفصیل سے ڈسکس کیا گیا ھے جس کا لنک نیچے دیا گیا ھے ۔

https://archive.org/details/20260523_20260523_0148

عمران خان جیل سے باھر آ کر کون کون سے تیر مار لیں گے ؟

حصہ دوئم ..

ابو حیان سعید

اس موضوع کا پہلا حصہ چند روز قبل پیش کیا گیا تھا - 2018 سے 2022 تک مرکز ، پنجاب ، خیبر پختونخواہ میں عمران خان کی حکومت تھی - مرکز کی معاشی پالیسیز ناکام کیوں ہوئیں ؟ اس کا جواب دیا جا چکا ھے کہ مرکز میں توعمران خان کی معاشی پالیسی تھی ھی نہی !

چند روز قبل پیش کیے گئے پہلے حصے میں اس بحث کا آغاز ہوا تھا کہ تحریکِ انصاف کے ساڑھے تین سالہ دور میں مرکز کی معاشی ناکامیوں کے اصل اسباب کیا تھے۔ وفاق کا قصہ تمام کرنے کے بعد، اب باری آتی ہے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کی جہاں 2018ء سے 2022ء کے دوران ایسے ایسے انتظامی اور سیاسی کارنامے انجام دیے جا رہے تھے جن کی مثال پنجاب کی کئی ہزار سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

یہ وہ دور تھا جب پنجاب کے خزانے این ایف سی ایوارڈ کے کھربوں روپوں سے بھرے ہوئے تھے اور تاریخ میں پہلی بار صوبے اور وفاق میں ایک ہی جماعت کی حکومت تھی۔ بظاہر اقتدار کے اس ہنی مون پیریڈ میں کامیابی یقینی تھی، مگر پسِ پردہ میرٹ کا گلا گھونٹ کر ایک ایسا نظامِ حکومت وضع کیا گیا جس نے پنجاب کی افسر شاہی کو مفلوج اور پورے صوبے کو تماشا بنا دیا۔ پنجاب کی یہ گورننس کیوں فیل ہوئی اور اس کے پیچھے کون سے پوشیدہ کردار، ڈرائنگ روم نیٹ ورکس اور مالیاتی اسکینڈلز متحرک تھے؟ اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

اتنے بڑے فنڈز اور سیاسی قوت کے باوجود پنجاب میں گورننس فیل ہونے کی چند بنیادی انتظامی اور ساختاتی (Structural) وجوہات درج ذیل تھیں:

1. سیاسی قیادت کا انتخاب اور "سیاسی کمزوری"

گورننس کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ وزیرِ اعلیٰ پنجاب کے لیے **عثمان بزدار** کا انتخاب مانا جاتا ہے۔ عثمان بزدار فرح گوگی کے شوھر کے بچپن کے دوست ھیں اور فرح گوگی خاتون اول کی ناک کا بال تھیں ۔ سیاسی منظرنامے پر جب عثمان بزدار کا نام پہلی بار سامنے آیا تھا، تو ہر کوئی حیران تھا کہ پنجاب جیسے بڑے صوبے کی وزارتِ اعلیٰ کے لیے ایک گمنام اور نا تجربہ کار سیاستدان کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ لیکن پسِ پردہ یہی وہ نادیدہ رشتے اور تعلقات تھے جنہوں نے اس وقت کی بساط بچھانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

عثمان بزدار اور فرح گوگی کے شوہر **احسن جمیل گجر** کے درمیان بچپن کا یارانہ اور گہرا خاندانی تعلق ہی وہ اصل پل (bridge) بنا جس نے عثمان بزدار کو سیدھا بنی گالہ کے باورچی خانے اور پھر اقتدار کے ایوانوں تک پہنچایا۔

اس تعلق کے تانے بانے کچھ یوں ملتے ہیں:

احسن جمیل گجر کا پس منظر: احسن جمیل گجر خود ن لیگ کے سابق سینیٹر چوہدری جمیل گجر کے بیٹے ہیں اور گوجرانوالہ کی سیاست میں ان کا ایک اثر و رسوخ رہا ہے۔ عثمان بزدار کے والد (سردار فتح محمد بزدار) کے ساتھ ان کے خاندانی مراسم پرانے تھے۔

بنی گالہ تک رسائی: فرح گوگی خاتونِ اول بشریٰ بی بی کی سب سے قریبی اور معتمد ترین دوست تھیں۔ جب پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ کے لیے ناموں پر غور ہو رہا تھا، تو احسن جمیل گجر اور فرح گوگی کے ذریعے عثمان بزدار کا نام بشریٰ بی بی تک پہنچایا گیا، جسے بعد میں "وسیم اکرم پلس" کا نام دے کر عمران خان کے سامنے پیش کیا گیا۔

اقتدار میں اثر و رسوخ: عثمان بزدار کے دورِ حکومت میں پنجاب کے اصل فیصلے وزیرِ اعلیٰ ہاؤس سے زیادہ احسن جمیل گجر اور فرح گوگی کی مبیّنہ آشیرباد سے ہوتے تھے، یہاں تک کہ بیوروکریسی کے تبادلے اور تقرریاں بھی اسی نیٹ ورک کے گرد گھومتی تھیں۔ پاکستان کی سیاست میں بظاہر میرٹ یا سیاسی قد کاٹھ کے دعوے جو بھی ہوں، اصل فیصلے اکثر انہی نجی تعلقات،

خواتین کی تعلق داریاں ، پرانی دوستیوں اور ڈرائنگ رومز کی نیٹ ورکنگ اور جی ایچ کیو کے مرہونِ منت ہوتے ہیں۔
عثمان بزدار دراصل جنرل فیض حمید اور خاتون اول بشری بی بی کا انتخاب تھے ۔ عثمان بزدار کس دن کس رنگ کا لباس پہنیں گے ، کس ہاتھ کی کونسی انگلی میں کون سا پتھر پہنیں گے ، کس دن کیا کھائیں گے یہ سب شیڈول رات 8 بجے عثمان بزدار تک پہنچ جاتا تھا اور اگلے دن اس پر عمل ھوتا تھا ۔
تجربے کی کمی: پنجاب جیسے آبادی اور رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑے اور پیچیدہ صوبے کو چلانے کے لیے جس انتظامی تجربے اور سیاسی اثر و رسوخ کی ضرورت تھی، عثمان بزدار کے پاس اس کا فقدان تھا۔
مرکزی کنٹرول اور "ریموٹ کنٹرول" گورننس: پنجاب میں فیصلے لاہور کے بجائے اسلام آباد میں فرح گوگی اور بشری بی بی کا نیٹ ورک کرتا تھا جس کی پشت پر جنرل فیض حمید کھڑے تھے ۔ جب صوبائی چیف ایگزیکٹو کے پاس اپنے فیصلے کرنے کا خود اختیار یا اعتماد نہ ہو، تو بیوروکریسی ان کے احکامات کو سنجیدگی سے نہیں لیتی۔

2. بیوروکریسی میں عدم استحکام (مستقل تبادلے)
کسی بھی صوبے میں پالیسیوں پر عملدرآمد بیوروکریسی کے ذریعے ہوتا ہے۔ پی ٹی آئی کے ساڑھے تین، پونے چارسال میں پنجاب کے انتظامی ڈھانچے کو جس بری طرح ہلا کر رکھ دیا گیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔
پونے چار سال میں **پانچ سے چھ چیف سیکرٹریز** اور اتنے ہی **آئی جی پنجاب (IG Police)** بدلے گئے۔
اضلاع کی سطح پر ڈپٹی کمشنرز (DCs) اور فیلڈ افسران کے تبادلے مہینوں کے بجائے ہفتوں میں کیے جاتے تھے۔
اس مسلسل اکھاڑ پچھاڑ کا نتیجہ یہ نکلا کہ افسر شاہی میں "پالیسی تسلسل" ختم ہو گیا اور افسران نے کسی بھی بڑے منصوبے کی ذمہ داری لینے یا طویل مدتی کام کرنے کے بجائے صرف اپنا وقت پورا کرنے کو ترجیح دی (جسے بیوروکریٹک جمود یا Inertia کہا جاتا ہے)۔

3. این ایف سی ایوارڈ اور فنڈز کا غیر متوازن استعمال
اگرچہ 7ویں این ایف سی ایوارڈ کے تحت پنجاب کا حصہ 51.74% ہے جس کی وجہ سے صوبے کو بڑی رقم منتقل ہوتی ہے، لیکن ان فنڈز کی تقسیم اور استعمال میں سنگین انتظامی خامیاں تھیں:

ترقیاتی بجٹ کا لیپس (Lapse) ہونا: انتظامی نااہلی اور بیوروکریسی کی طرف سے دستخط نہ کرنے کے خوف (نیب کے ڈر) کی وجہ سے این ایف سی سے ملنے والے اربوں روپے کے ترقیاتی فنڈز (ADP) وقت پر ریلیز یا خرچ ہی نہیں ہو پاتے تھے اور سال کے آخر میں ضائع یا رول اوور ہو جاتے تھے۔
جنوبی پنجاب سیکرٹریٹ کا ادھورا منصوبہ: جنوبی پنجاب کے فنڈز وہیں خرچ کرنے کے لیے ایک علیحدہ سیکرٹریٹ تو بنایا گیا، لیکن اسے مکمل انتظامی اور مالیاتی اختیارات نہیں دیے گئے، جس کی وجہ سے فنڈز فائلوں کی نذر ہوتے رہے۔

4. بلدیاتی نظام کا خاتمہ اور متبادل کی عدم موجودگی
پی ٹی آئی حکومت نے آتے ہی پنجاب کا پرانا بلدیاتی نظام تحلیل کر دیا، جس کی وجہ سے گراؤنڈ لیول پر کونسلرز اور ناظمین کا نیٹ ورک ختم ہو گیا۔

عوامی مسائل کا انبار: صفائی، پانی، گلیوں کی پختگی اور صحت جیسے بنیادی سماجی مسائل براہِ راست بلدیاتی اداروں سے جڑے ہوتے ہیں۔ نیا لوکل گورنمنٹ سسٹم کاغذات سے نکل کر زمین پر نافذ نہ ہو سکا، جس کی وجہ سے عام آدمی کے روزمرہ مسائل حل ہونا بند ہو گئے اور عوام میں شدید مایوسی پھیلی۔

5. پرائس کنٹرول اور مافیاز پر گرفت کی ناکامی
پنجاب پاکستان کا زراعت کا گڑھ ہے۔ اس کے باوجود عثمان بزدار حکومت کے دوران آٹے اور چینی کے شدید بحران پیدا ہوئے:

انتظامی گرفت کی کمزوری: ضلعی انتظامیہ پر گرفت کمزور ہونے کی وجہ سے ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں کو کھلی چھوٹ ملی، جس سے پنجاب کی تاریخ میں پہلی بار عام اشیائے خوردونوش کی قیمتیں وفاق کے کنٹرول سے باہر ہو گئیں، اور عوام اس معاشی بوجھ کا ذمہ دار براہِ راست صوبائی گورننس کو ٹھہرانے لگے۔

پنجاب کی ناکامی فنڈز کی کمی کی وجہ سے نہیں، بلکہ **کمزور سیاسی مینیجمنٹ، بیوروکریسی پر عدم اعتماد، اور فیصلہ سازی کے فقدان** کی وجہ سے تھی۔ جب کھبی عثمان بزدار کی تبدیلی کا معاملہ شروع ھوتا تو عمران خان بشری بی بی کا رٹوایا ھوا سبق دھرا دیتے کہ بزدار وسیم اکرم پلس ھیں۔

قومی احتساب بیورو (NAB) اور اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ (ACE) پنجاب کی تحقیقات، دائر کردہ مقدمات کے مطابق فرح گوگی پر درج ذیل سنگین الزامات اور کارنامے مڑھے گئے:

1. تبادلوں اور تعیناتیوں کا مبینہ نیٹ ورک (Transfers & Postings Racket)

پنجاب بیوروکریسی میں جو مسلسل اکھاڑ پچھاڑ اور عدم استحکام تھا، تحقیقاتی اداروں کے مطابق اس کے پیچھے ایک پورا مبینہ نیٹ ورک کام کر رہا تھا:

سرکاری عہدوں کی مبینہ خرید و فروخت: اینٹی کرپشن پنجاب (ACE) کی ایف آئی آر کے مطابق فرح گوگی پر الزام ہے کہ وہ صوبے کے اعلیٰ بیوروکریٹس، ڈپٹی کمشنرز (DCs) اور آر پی اوز (RPOs) کی من پسند اور منافع بخش سیٹوں پر تعیناتیوں کے بدلے کروڑوں روپے بطور رشوت، کک بیکس اور کمیشن وصول کرتی تھیں۔

کیشیئر کا اعترافی بیان: فرح گوگی کے کیشیئر احمد منصور نواز نے اپنے اعترافی بیان میں تسلیم کیا کہ اس نے مختلف اعلیٰ بیوروکریٹس سے کروڑوں روپے نقد وصول کر کے لاہور کے ایک نجی بینک میں فرح گوگی کے ذاتی اکاؤنٹ میں جمع کروائے۔ اینٹی کرپشن کے مطابق ان رقوم کی بینکوں میں

منتقلی کی تاریخیں افسران کے تبادلوں اور تعیناتیوں کے نوٹیفکیشن کی تاریخوں سے میل کھاتی تھیں۔

2. اثاثوں میں بے پناہ اضافہ اور منی لانڈرنگ

420 فیصد اضافہ: نیب (NAB) کی انکوائری رپورٹ کے مطابق 2018ء کے بعد فرح گوگی کے پاکستان میں موجود اعلانیہ اثاثوں میں اچانک غیر معمولی اضافہ دیکھا گیا۔ ان کے اثاثے مبینہ طور پر 21 کروڑ روپے سے بڑھ کر 85 کروڑ روپے سے تجاوز کر گئے۔
مشکوک بینک ٹرانزیکشنز: ان کے ذاتی اور مختلف بزنس اکاؤنٹس میں 847 ملین (تقریباً 85 کروڑ) روپے کی ایسی ٹرانزیکشنز پائی گئیں جو ان کے پروفائل اور کاروباری آمدن سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں۔ یہ رقم اکاؤنٹس میں آتی تھی اور کچھ ہی عرصے بعد نقد نکال لی جاتی تھی، جسے نیب نے منی لانڈرنگ کے زمرے میں شامل کیا۔

یہ تو وہ آن ریکارڈ معاملات ھیں جن کا حساب کتاب موجود ھے لیکن ٹرانسفرز پوسٹنگز میں پیدا کیئے جانے والے 650 ارب روپے جو کراچی اور لاھور کے منی چینجرز کے ذریعے ڈالرز اور یورو میں تبدیل کر کے بذریعہ چارٹرڈ ھوائ جہاز پہلے دبئ لے جاۓ گۓ پھر دنیا بھر میں سرمایہ کاری میں استعمال کیئے گۓ وہ سب کسی ریکارڈ کا حصہ نہی ھیں -

3. توشہ خانہ گھڑی اسکینڈل میں ملوث ہونا

عمران خان کو سعودی ولی عہد کی جانب سے تحفے میں ملنے والی قیمتی ترین 'ماسٹر گراف' گھڑی کی فروخت کے معاملے میں بھی فرح گوگی کا نام مرکزی کردار کے طور پر سامنے آیا۔ متحدہ عرب امارات کے کاروباری شخصیت عمر فاروق ظہور نے دعویٰ کیا کہ فرح گوگی نے دبئی میں ان سے ملاقات کی اور یہ قیمتی گھڑی انہیں تقریباً 2 ملین ڈالرز کی عوض فروخت کی، جس کی ادائیگی نقد کی گئی۔

4. سرکاری وسائل کا مبینہ استعمال اور رئیل اسٹیٹ ڈیلز
فرح گوگی بغیر کسی سرکاری عہدے کے، پنجاب حکومت کے سرکاری ہیلی کاپٹر اور وزیرِ اعلیٰ کے جہاز کا ذاتی اسفار کے لیے استعمال کرتی رہیں۔ رئیل اسٹیٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کے مالکان سے من پسند اراضی الاٹ کروانے اور مختلف کمرشل پروجیکٹس میں بحیثیت فرنٹ وومن سہولت کاری کے الزامات بھی ان پر عائد کیے گئے۔

حاصلِ کلام:

ان تمام حقائق کی روشنی میں جب ہم ماضی کے اس ساڑھے تین سالہ دورِ حکومت کا جائزہ لیتے ہیں، تو یہ سوال خود بخود دم توڑ دیتا ہے کہ "عمران خان جیل سے باہر آ کر کون سے تیر مار لیں گے؟" جو قیادت اپنے عروج کے دور میں، جب اسے اسٹیبلشمنٹ کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی اور پنجاب جیسے پاور ہاؤس میں مکمل اقتدار اور کھربوں روپے کے فنڈز میسر تھے، ایک مستحکم اور شفاف گورننس دینے میں ناکام رہی، وہ اب ایک تباہ حال معیشت اور بکھرے ہوئے سیاسی منظرنامے میں کیا معجزہ دکھائے گی؟

پنجاب کی تباہی کسی فنڈز کی کمی کا نتیجہ نہیں تھی، بلکہ یہ "وسیم اکرم پلس" جیسے ریموٹ کنٹرول تجربات، بیوروکریسی کی سیاسی فٹ بال بنانے اور پسِ پردہ نادیدہ نیٹ ورکس کی ذاتی ہوس کا شاخسانہ تھی۔ اگر مستقبل میں بھی اقتدار کی بساط پر میرٹ کے بجائے ڈرائنگ رومز کی نیٹ ورکنگ، خواتین کی تعلق داریاں اور نجی وفاداریاں ہی فیصلے کرتی رہیں، تو جیل کے دروازے کھلنے سے لیڈر تو باہر آ سکتا ہے لیکن رھے گا وہ چلا ھوا کارتوس ھی --- جادو ٹونے ، عملیات ، پتھروں ، انگوٹھیوں کے زور پر یونین کونسل نہیں چل سکتی صوبے اور ملک کیسے چلیں گے ؟

مطلق اقتدار

ابو حیان سعید

انگریزی کا ایک لفظ ھے جس کی تشریح پاکستان کے آئین کی 27 ویں ترامیم نے واضح کر دی ھے وہ ھے Immense Power.
اگر کوئ ھم جیسے گستاخ اور بے ادب سے اس لفظ کے معنی و مفہوم پوچھے تو ھما را ایک ھی جواب ھوگا " الوہیاتی طاقت " یا " مطلق اقتدار " جسے عرف عام میں " خدائ طاقت " بھی کہا جا سکتا ھے ۔
یہ Immense Power آئین کی 27 ویں ترمیم کی شقوں کے ذریعے ایک عدد مٹی کے ڈھیر کو دی گئ ھے گویا پاکستانی پارلیمنٹ نےبہت بڑی اکثریت سے جدید دور کا ایک بہت بڑا بت تیار کیا ھے جس کی اطاعت نہ کی گئ تو انجام سے ابلیس بھی پناہ مانگے گا ۔ ابلیس کو بھی ایک شق کے علاوہ بےتحاشہ اختیارات دیئے گئے تھے لیکن پاکستانی پارلیمنٹ نے اپنے بت کو ایسے اختیارات دیئے ھیں کہ گیارہ ہزار سالہ تاریخ میں کسی بھی انسان حتیٰ کہ انبیا عَلَیہِالصلواۃ السَّلام کو بھی ایسے اختیارات حاصل نہ ھو سکے ۔

آخر یہ Immense Power کا تصور پاکستان میں آیا کہاں سے ؟ 1971 کے بعد وجود میں آنے والے نئے پاکستان میں مطلق حکمرانی کی خواہش ملٹری نرسری کے سب سے پہلے بچے ذوالفقار علی بھٹو کی آرزو تھی ۔ ذولفقار علی بھٹو نے سقوط ڈھاکہ کے بعد 20 دسمبر 1971 کو بطورِ سویلین چیف لا ایڈمنسٹریٹر (Civilian Chief Martial Law Administrator) اور صدر پاکستان حکومت سنبھالی۔ 21 اپریل 1972 کو ایک عبوری آئین (Interim Constitution) نافذ کیا جس کے زریعے سے مارشل ہٹا دیا گیا اور ذولفقار علی بھٹو نے بطورِ صدر پاکستان حکومت سنبھالی۔ وہ 14 اگست 1973 تک صدر کے عہدے پر فائز رہے اس کے بعد 1973 کا آئین نافذ کردیا گیا اور

ذولفقار علی بھٹو نے بطورِ وزیراعظم پاکستان حکومت سنبھالی۔ ان کے دل میں مطلق حکمرانی کا سمندر جوش مار رھا تھا وہ چائینیز ماڈل سے متاثر تھے ، پے درپے سیاسی و معاشی حماقتوں اور آمرآنہ رویے کے باعث ایک حد درجے تابعدار جنرل کے ہاتھوں انجام کو پہنچے ۔ پھر اسی جنرل کے تصور مطلق حکمرانی نے پاکستان کو وہ دن دکھاۓ جس کا خمیازہ دو نسلیں بھگتا چکی ھیں اور مزید بھی بھگتائیں گی ۔

مطلق حکمرانی کی خواہشات کا خناس کھبی جمہوریت کی میٹھی گولی بے نظیر بھٹو کی صورت میں وقوع پزیر ھوا تو کھبی جاگ پنجابی جاگ کے خباثت بھرے سلوگن کی پرورش پاتا رھا تو کھبی جنرل حمید گل کے شیطانی اسلامی جمہوری اتحاد اور اسٹریٹیجک ڈیپتھ فارمولے کی آڑ میں صرف نام کے شریفوں کے مطلق اقتدار کی بھوک کو بڑھاوا دیتا رھا کہ ایک اور داعی مطلق اقتدار جنرل پرویز مشرف جلوہ افروز ھو ۓ اور فاشزم و خباثت کی ایک نئ تاریخ رقم ھوئ ۔ یہ وھی جنرل پرویز مشرف تھے جنھوں نے اپنے وزیر اعظم ، پاکستان ائیر فورس ، پاکستان نیوی ، تما م انٹیلی جنس ایجنسیوں سمیت بیشر کور کمانڈرز کو بے خبر رکھ کر کارگل جیسا تھرڈ کلاس خونی ایڈونچر کیا اور ساڑھے تین ھزار فوجی افسران اور جوانوں کو بھارتیوں کے ہاتھوں برفانی قبرستان میں مرنے چھوڑ دیا اور سواۓ چند ایک کے انکی ڈیڈ باڈیز بھی واپس لینے سے انکار کر دیا ۔

مطلق اقتدار کی منزل کو پانے کے لیۓ جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کو تباھی کے دھانے پر لا کھڑا کیا بہرحال پھر وہ دور بھی تباھی مچا کراپنے اختتام کو پہنچا ۔

ان تمام داستانوں کو اگر مختصر نہ کیا جاۓ تو ھر ایک دور پر کئ کئ کتابیں لکھی جا سکتی ھیں ۔ بہر حال قصہ مختصر کرتا ھوں اور درمیان کے بہت سے واقعات کو نظر انداز کرتے ھوۓ ماضی انتہائ قریب تک آ جاتے ھیں ۔

اب بات آ پہنچتی ھے سال 2017 کے جنوری میں کہ ایک جوان و ہینڈسم میجر جنرل کو آئ ایس آئ میں ڈی جی سی تعینات کیا گیا یہ میجر جنرل پہلے سندھ

میں پنوں عاقل میں 16 ویں انفٹری ڈویژن کو کمانڈ کر رھے تھے یہ تھے میجر جنرل فیض حمید ۔ ان کا آئ ایس آئ میں جنوری 2017 میں ظہور ھوا ۔ ڈی جی سی کی پوزیشن آئ ایس آئ میں ایسی ھوتی ھے کہ بندہ پورے پاکستان کا مالک ھی سمجھیں ، پورے دس دن کی ایسی جامع بریفنگ ھوتی ھے کہ بندے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ھیں اور اس کا انگ انگ جوش سے بھر جاتا ھے پورے ملک کے سیاستدانوں ، صنعتکاروں ، سرمایہ داروں ، کاروباری اداروں ، بینکوں ، اسٹاک مارکیٹوں ، بینکوں ، گولڈ مارکیٹ ، منی ایکسچینجرز ، منشیات فروشوں ، لینڈ مافیاز ، منی لانڈرز ، صحافیوں ، جوئے کے اڈوں ، پیشہ ور قاتلوں ، نامی گرامی پیروں اور مزاروں ، ٹرانسپورٹروں ، بڑے اسپتالوں ، بڑے شاپنگ مالز، بڑے برانڈز، ٹی وی چینلز ، ایف آئ اے ، آئ بی ، ضلعی انتظامیہ ، پولیس ، رینجرز ، نامی گرامی وکلا ، ججوں ، مذھبی فرقہ پرست گروھوں ، غیر ملکی سفارت خانوں، پیشہ ور کال گرلز ، با قاعدہ ڈکلیئرڈ اور پوشیدہ غیر ملکی جاسوسوں ، اسمگلروں ، بڑے تعلیمی اداروں وغیرہ کے بارے میں تفصیلی بریفنگ اور ریکارڈ ڈی جی سی کے لیئے دستیاب ھوتا ھے ۔
کون کیا کرتا ھے کہاں آتا جاتا ھے ،کون کس کس سے کتنے پیسے لیتا اور دیتا ھے ، کیا کھاتا اور کیا پیتا ھے کون کون سے شوق رکھتا ھے کس کس نے کتنی عورتیں پالی ھوئ ھیں کس کس کے گھروں خواب گاھوں باتھ روموں میں خفیہ کیمرے اور وائس ڈیواسز لگی ھیں مذید کہاں کہاں لگانی ھیں ، لاکھوں تصاویر اور وائس ریکارڈنگز وغیرہ ۔ اس کے علاوہ فنڈز کہاں کہاں سے جنریٹ ھوتے ھیں جو آئ ایس آئ کے مختلف آپریشنز میں استعمال ھوتے ھیں پورے ملک میں کون کون سا بندہ اپنی کرسی سے کتنے پیسے پیدا کررھا ھے کہاں لگا رھا ھے کس کے بچے کس ادارے میں پڑھ رھے ھیں ، کس کس پاکستانی افسر کے پاس دھری شہریت ھے ، کون سا افسر اندرون ملک اور بیرون ملک سرمایہ کاری کر رھا ھے کس افسر کو کہاں لگوا کر بڑے بڑے کا م کروانا ھے کس چھوٹی تنظیم کو فنڈنگ کروا کر راتوں رات بڑا بنا کر اپنے کام کا بنانا ھے ، بڑے تاجروں زمینداروں کی مکمل ھسٹری شیٹ ڈی جی

سی کے فنگر ٹپ پر ہوتی ھے ۔ ڈی جی سی بذات خود کسی کو فون کرکے کسی کام کا کہہ دے تو وہ بندہ خوشی سے ایسا نہال ہو جاتا کہ گویا آسمان اس سے مخاطب ھوا ھو ۔ یہ تو انتہائ مختصر تعارف ھم نے کرایا ھے تفصیل بتانے کے لیئے تو کم ازکم دو ہزار صفحات کی کتاب کی ضرورت پڑے گی یہ الگ بات ھے کہ یہ کتاب پاکستان کی تاریخ کی بیسٹ سیلر کتاب بن جاۓ گی لیکن ھم کو بیرون ملک فرار ھونا پڑے گا جو فی الحا ل ھم نہی چاہتے ۔
غرض یہ کہ ڈی جی سی بہت بڑی توپ چیز ھوتا ھے ۔
جنرل فیض حمید سے پہلے بھی ایک ایسے ڈی جی سی رھے جنھوں نے کافی تگڑم بازی کی لیکن ان کا کوئ ذاتی ایجنڈا نہی تھا وہ میجر جنرل سید احتشام ضمیر تھے جنھوں نے جنرل پرویز مشرف کے لیئے 2002 کے عام انتخابات کے لیئے نواز لیگ توڑ کر مسلم لیگ ق بنوائ ساتھ ھی پیپلز پارٹی کا ایک نیا دھڑا پی پی پی پیٹریاٹ کے نام سے کھڑا کر دیا ۔

اب ھم گذشتہ دس سالوں کا احاطہ کریں گے ورنہ یہ داستان کھبی ختم نہی ھوگی ۔ اب ذکر خیر شروع ھوتا ھے 29 نومبر 2016 سے جب وزیر اعظم میاں نواز شریف نے تین سینئر جرنیلوں کو نظر انداز کر کے نسبتا جونئیر لیفٹنٹ جنرل قمر جاوید باجوہ کو پروموٹ کر کے فور اسٹار جنرل بنا کر آرمی چیف نامزد کر دیا ، باجوہ اس سے پہلے راولپنڈی کور کو کمانڈ کر چکے تھے اور ماضی میں لیفٹنٹ کرنل اور بریگیڈئیر کی حیثیت سے راولپنڈی کور میں کئ سال گذار چکے تھے اور آرمی چیف بننے کی تقریبا تمام شرائط پر پورے بھی اترتے تھے کہ آرمی چیف بننے سے پہلے جی ایچ کیو میں پرنسپل اسٹاف آفیسر بھی تھے ۔ آرمی چیف بننے کے فورا بعد جنرل باجوہ نے اپنے پسندیدہ افسروں کی ٹیم بنائ سب سے اھم پوسٹنگ میجر جنرل فیض حمید کی تھی جنکو آئ ایس آئ میں ڈی جی سی لگا دیا گیا ۔ جب جنرل باجوہ 2015-2103 کور کمانڈر راولپنڈی تھے تو فیض حمید جو اس وقت بریگیڈئیر تھے جنرل باجوہ کے چیف آف اسٹاف رھے اور اس دوران وہ جنرل باجوہ کے قابل اعتماد افسر ثابت ھوۓ ۔ جنرل باجوہ نے آرمی چیف کا آفس سنبھالتے ھی

میجر جنرل فیض حمید کو آئ ایس آئ میں طلب کر لیا جو اس وقت پنوں عاقل میں ڈویژن کمانڈ کر رھے تھے ۔ فیض حمید نے آب پارہ میں جب ڈی جی سی کی بریفنگز لیں تو ان پر ایک نئ دنیا کا انکشاف ھوا کیونکہ اس سے پہلے فیض حمید کسی انٹیلی جنس پوسٹنگ پر نہی رھے تھے ۔

جنرل باجوہ بھی اپنے پورے کیرئیر میں کھبی بھی انٹیلی جنس پوسٹنگ پر نہی رھے تھے ۔

میجر جنرل فیض حمید نے جنرل باجوہ کو اے ٹو زیڈ وہ ساری کہانیاں سنا دی جو انکو آئ ایس آئ بریفنگز میں ملی تھیں ۔ فیض حمید کو پراجیکٹ عمران وراثت میں ملا تھا اس وقت پراجیکٹ عمران کے انچارج کرنل واجد عزیز تھے جو آج کل یعنی 2025 میں ڈی جی ایم آئ ھیں ۔ جنرل فیض حمید نے پراجیکٹ عمران اپنے ھاتھ میں لے لیا ۔

جنرل فیض حمید کے علم میں لایا گیا کہ عمران خان ایک روحانی خاتون شخصیت سے متاثر ھیں اور کھبی کھبی ان خاتون سے ملنے جاتے ھیں ۔ جنرل فیض حمید نے عمران خان کے ایک قریبی ساتھی کے ذریعے اس روحانی خاتون شخصیت سے رابطہ کیا اور ایک بہت طویل ملاقات کی جس کی تفصیلات کھبی کسی کے علم میں نہی آئیں بس لوگ اندازے ھی لگا رھے ھیں ۔ اس کے بعد پے درپے ملاقاتیں ھوئیں لیکن تفصیل کسی کے علم میں نہی آئیں ۔ صرف یہ معلوم ھوا ھے کہ 2017 میں تقریبا سولہ مرتبہ جنرل فیض حمید اور ان روحانی خاتون شخصیت کی ون آن ون ملاقاتیں ھوئیں ۔ ان ملاقاتوں کے بارے میں لوگ صرف اندازے ھی لگاتے ھیں کہ ان میں کیا کیا طے پایا تھا البتہ ایک طویل ملاقات 16 جون 2017 کو جنرل فیض حمید اور عمران خان کے درمیان ڈاکٹر عارف علوی کے گھر میں ھوئ یہ بھی ون آن ون ملاقات رھی صرف ڈنر میں ڈاکٹرعارف علوی بھی شریک تھے۔ ان تمام ملاقاتوں سے جنرل باجوہ با خبر تھے یا نہی تھے اسکا علم کسی انسان کو نہی ھے۔

وہ بڑا ھنگامہ خیز سال تھا 28 جولائ 2017 کو سپریم کورٹ نے پانامہ پیپرز کیس میں وزیر اعظم نواز شریف کو نااھل قرار دے کر انکی حکومت ختم کر دی ۔ جس پر نواز شریف آج بھی پوچھتے پھرتے ھیں کہ مجھے کیوں نکالا ؟

پھر آگیا فروری 2018 جس کی 18 تاریخ کو عمران خان اور روحانی خاتون بشری بی بی کا نکاح کا اعلان ھوا جو بڑی ھلچل مچا گیا ۔
پھر 2018 کے انتخابات 25 جولائ کو ھوۓ جس میں عمران خان کی تحریک انصاف 117 سیٹیں جیت کر سب سے بڑی پارٹی بن کر سامنے آئ۔ 2018 کے عام انتخابات میں بھی کافی دھاندلی ھوئ لیکن یہ دھاندلی تحریک انصاف کے خلاف تھی کہ اس کے چالیس سے زیادہ امیدواروں کو نتائج تبدیل کر کے ہروایا گیا ! کوئ بھی کہہ سکتا ھے کہ عجیب بات کی ھے آپ نے تو جناب اس وقت کی فوجی اسٹیبلشمنٹ تحریک انصاف کو واضح اکثریت سے جیتنے نہی دینا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ عمران خان ھمیشہ فوجی بیساکھی کے محتاج رھیں اور وقت نے ثابت بھی کیا کہ عمران خان حکومت ھمہ وقت جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید کی نظر کرم کی محتاج رھی ۔ تحریک انصاف اسمبلی میں بڑی جماعت تو تھی لیکن حکومت سازی کی منزل ابھی دور تھی - پھر حرکت میں آۓ میجر جنرل فیض حمید اور ق لیگ ، ایم کیو ایم ، باپ پارٹی سمیت دو درجن سے زائد آزاد اراکین وغیرہ کو گدی سے پکڑ کرمیجر جنرل فیض حمید نے بنی گالہ عمران خان کے قدموں میں ڈال دیا ، یوں عمران خان سادہ اکثریت سے وزیر اعظم بنا دیۓ گۓ ۔
جب اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ لینے کا مرحلہ آیا تو عمران خان 178 ووٹ لے کر باقائدہ وزیراعظم بنا دیۓ گۓ ممکن ھے کچھ قارئین کے مزاج پر " وزیر اعظم بنا دیۓ گۓ " گراں گزرے لیکن حقیقت یہی ھے - 60 اراکین اسمبلی جن کا تعلق الگ الگ جماعتوں سے تھا جن میں دو درجن سے زیادہ آزاد اراکین تھے کو عمران خان کی حمایت کرنے پر آمادہ کرنے کے میجر جنرل فیض حمید نے کس کس قسم کی چھلانگیں لگائ ھوں گی یہ تو وھی بتا سکتے ھیں البتہ یہ معلوم ھو سکا ھے کہ آئ ایس آئ کے چار بریگیڈئیرز اور

چار سیکٹر کمانڈرز دن رات کام کرتے رهے اور چوبیس گھنٹے فیض حمید کی ہاٹ لائن بجتی هی رهتی تهی ۔

میجر جنرل فیض حمید کو اس کارنامے کو انجام دینے پر انعام کے طور پر اپریل 2019 میں ترقی دے کر لیفٹنٹ جنرل بنا دیا گیا اور جی ایچ کیو میں ایڈجوٹنٹ جنرل تعینات کر دیا گیا جی ایچ کیو میں پوسٹنگ کا مطلب هوتا هے کہ بندہ آرمی چیف بننے کی پہلی سیڑهی کو پار کر لیتا هے ۔ اب فیض حمید لیفٹنٹ جنرل بن چکے تهے انهوں نے صرف تین ماہ جی ایچ کیو میں گزارے اور جنرل باجوہ نے انکو لیفٹنٹ جنرل عاصم منیر کی جگہ 17 جون 2019 ڈی جی آئ ایس آئ تعینات کر دیا ۔ جبکہ لیفٹنٹ جنرل عاصم منیر کو گوجرانوالہ کور کی کمانڈر پوسٹنگ کر دی گئ جہاں عاصم منیر نے اکتوبر 2021 تک کور کمانڈ کی وهاں سے عاصم منیر کو جی ایچ کیو میں کوارٹر ماسٹر جنرل تعینات کیا گیا ۔ خیر یہ ذکر تو برسبیل تذکرہ آگیا ۔
همارا موضوع فی الحا ل جنرل فیض حمید هیں ۔ جب فیض حمید نے ڈی جی آئ کا عہدہ سنهبالا تو تو آرمی چیف جنرل باجوہ کی ریٹائرمنٹ میں صرف پانچ ماہ اور بارہ دن باقی تهے۔

اب شروع هوتا نیا ڈرامہ کیونکہ عمران خان جنرل باجوہ کی ریٹائرمنٹ کے بعد نومبر 2019 میں نیا آرمی چیف بنانا چاہتے تهے ، کیوں چاہتے تهے کس کا دباؤ یا فرمائش تهی یہ بات آگے بیان کروں گا ۔ مسئلہ یہ آرها تها کہ آرمی چیف بننے کے لیئے لازمی هوتا هے کہ بندے نے کور کمانڈ کی هو جو کہ فیض حمید نے نہی کی تهی اور جی ایچ کیو میں بهی صرف تین ماہ هی اسٹاف افسر رهے تو فیض حمید تو آرمی چیف کے لیئے اس وقت موزوں هی نہی تهے تو جنرل باجوہ ، جنرل فیض حمید اور عمران خان میں فیصلہ یہ هوا کہ کسی نئے آرمی چیف کا رسک لینے کی بجائے جنرل باجوہ کو ایکسٹینشن دی جائے ۔

جنرل باجوہ کی خوبی سمجھی جاۓ یا خامی کہ وہ ھفتے میں دو تین بار شام کو صحافیوں ، رنگ برنگے اینکرز وغیرہ کی محفل سجاتے تھے چونکہ جنرل باجوہ حد سے زیادہ بولنے کی نفسیاتی بیماری کا شکار تھے اس لیۓ جنرل فیض حمید کی فراھم کردہ ڈس انفارمیشنز کو بلا جھجک ان لوگوں سے شیئر کرتے ھے آپ اندازہ لگا سکتے کہ آرمی چیف کوئ بات کرتا ھے تو اس کی بات تو سب ھی بہت سنجیدگی سے لیتے ھیں۔ جنرل باجوہ ملنے والوں کو بتاتے تھے کہ انھوں نے کس طرح عمران خان کو اقتدار میں لانے کی راہ ہموار کی ، عمران خان میں کوئ صلاحیت نہی ھے اس لیۓ انھوں نے مختلف ٹیکنو کریٹس کو عمران خان حکومت میں داخل کروایا ھے ، عمران خان تو کسی سے پیسے بھی نہی مانگ سکتا مجھے سعودیوں ، دبئ اور ابو ظہبی والوں سے ، چین سے ڈالر مانگنے جانا پڑتا ھے ، عمران خان جادو کے زیر اثر ھے وغیرہ وغیرہ ۔ منہ سے نکلی بات تو مائل بہ پرواز ھو ھی جاتی ھے یہ باتیں بھی عمران خان تک پہنچ جاتی تھیں بلکہ خاتون اول بشری بی بی صاحبہ تک بھی پہنچ جاتی تھیں۔

جنرل باجوہ کو عمران خان حکومت نے تین سال کی توسیع دینی چاھی تو سپریم کورٹ نے زبردستی کا آئینی اڑنگا لگا دیا ۔ اس موقع پر جنرل فیض حمید نے ایک بار پی پی پی اور مسلم لیگ ن کے اراکین پارلیمنٹ کو رسیوں سے باندھ کر پارلیمنٹ لا کر جنرل باجوہ کی توسیع کا بل پاس کروایا ۔ یوں جنرل باجوہ کو 2019 میں مزید تین سال کی توسیع مل گئ جس پر سپریم کورٹ اور پارلیمنٹ کے مہر بھی ثبت تھی ۔
اب نیا کھیل شروع ھو گیا عمران خان جنرل فیض حمید کو راولپنڈی کا کور کمانڈر بنانا چاہتے تھے تاکہ جنرل فیض حمید آرمی چیف بننے کی لازمی شرط یعنی کور کی کمان پوری کر سکیں اور جب جنرل باجوہ 2022 میں ریٹائر ھوں تو فیض حمید کو آرمی چیف بنا دیا جاۓ ۔ بظاھر تو بات لوجیکل تھی لیکن جنرل باجوہ کو پسند نہی آئ کیونکہ فوج میں یہ بات پھیل رھی تھی کہ جنرل فیض حمید اگلے آرمی چیف ھوں گے جس سے فوج میں جنرل فیض

حمید مرکز نگاہ بن رھے تھے اس سے جنرل باجوہ کی انا کو زبردست ٹھیس پہنچی ظاھر ھے کہ کوئ بھی آرمی چیف نہی چاہتا کہ اس کے علاوہ کوئ اور بھی مرکز نگاہ ھو، جلتی پر تیل کا کام یہ ھوا لوگوں نے جنرل باجوہ کو تین سال کی ایکسٹینشن کے ساتھ ساتھ جنرل فیض حمید کی آئندہ آرمی چیف کی حیثیت سے انتخاب پر مبارکبادیں دینا شروع کر دی حتی کہ سعودی سفیر نے جنرل باجوہ سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کا خاص بندہ آرمی چیف بن جائے گا ، کئ غیر ملکی سفرا جنرل باجوہ کی بجائے جنرل فیض حمید سے ملاقات کے خواہش مند تھے ان تمام باتوں سے جنرل باجوہ کو اپنی توہین کا احساس ھونے لگا۔

عمران خان نے جنرل باجوہ سے کہا کہ جنرل فیض کو دو سال کے لیئے کور کمانڈ کرنے دی جائے پھر واپس آئ ایس آئ میں لے آئیں گے ۔ یہ ساری فرمائشی پروگرام جنرل فیض حمید کا تھا جوعمران خان تک کسی مضبوط ذریعے سے پہنچایا جاتا تھا ۔
اب جنرل باجوہ سمجھ چکے تھے کہ جنرل فیض حمید کی " مطلق فوجی طاقت " کے حصول کی آرزو کی ڈور کس پراسرار شخصیت کے قبضے میں ھے اور جنرل فیض حمید کس ذریعے سے عمران خان پر دباؤ ڈلوا کر کور کمانڈ کرنا چاہتے ھیں تو جنرل باجوہ نے وزیر اعظم عمران خان کو بریفنگ کے نام پر جی ایچ کیو آنے کی دعوت دی اور اس روز تاریخ تھی 24 اپریل 2020 ۔ بھارت ، افغانستان ، ایران کے بارے میں بریفنگ تھی اور دو درجن سے زیادہ وردی پوش کور کمانڈرز ، پرنسپل اسٹاف آفیسرز وھاں موجود تھے سویلئین کپڑوں میں صرف عمران خان اور آئ ایس آئ چیف لیفٹننٹ جنرل فیض حمید تھے ۔ وھاں عمران خان کو بڑے نرم انداز میں سمجھا دیا گیا کہ جی ایچ کیؤ اپنے اندرونی معاملات ٹرانسفرز اور پوسٹنگز میں کسی بھی قسم کی مداخلت برداشت نہی کرے گا ۔ یہ عمران خان کا 29 اگست 2018 کے بعد پہلا دورہ تھا ۔

کرونا کی وبا اپنی تباہ کاریاں پھیلا رہی تھی پاکستان میں توکیا پوری دنیا میں موت اپنے پر پھیلائے ناچ رہی تھی ، کاروبار انڈسٹری سیاست سب ماسک کے پیچھے غائب ہو چکا تھا ۔ پاکستان میں ہر قسم کی سیاست 2020 میں صفر ہو گئ تھی ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی پڑی تھی لوگ گھروں میں چھپ گئے تھے ۔

پھر آگیا 2021 پاکستان میں آہستہ آہستہ شیطانی سیاست نے دوبارہ سانس لینا شروع کر دیا تھا ۔ عمران خان کی حکومت ڈیلئور نہی کر پا رہی تھی پاکستان کے پاور بیس پنجاب میں کرپشن کا ایک نیا ماڈل تو 2019 میں ھی متعارف ہوچکا تھا لیکن اس ماڈل کو بوسٹ ملا 2021 میں کہ پنجاب میں پوسٹنگز ٹرانسفرز میں بڑے لمبے پیسے چلنے لگے اور اس کی موجد تھیں تین سے چار ناموں والی ایک خاتون جن کو خاتون اول صاحبہ کی خاص الخاص کہا جاتا تھا ۔ پنجاب میں پوسٹنگز ٹرانسفرز شریف خاندان کے ہر حکمران کے دور میں بھرپور طریقے سے ہوتے تھے ، مشرف دور میں چوھدری پرویز الہی بھی اس کام میں ماہر تھے لیکن شریف خاندان اور چودھری خاندان سرکاری افسروں کی پوسٹنگز اور ٹرانسفرز کے ذریعے ان سرکاری افسروں کی وفاداریاں خریدتا تھا ۔ مال پانی وہ حکومتیں بڑے بڑے پروجیکٹس میں بناتی تھیں لیکن عمران خان کے دور میں تو ترقیاتی کام تقریبا بند تھے تو مال پانی بنانے کا دھندہ بھی ٹھنڈا پڑا تھا اس لیئے ضرورت ایجاد کی ماں والے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے جدید کرپشن کی موجد کئ ناموں والی خاتون نے فاسٹ ٹریک فارمولے پر کام شروع کیا اور بیس سے چالیس کروڑ کے عیوض پنجاب میں پٹواری سے لے کر ڈپٹی کمشنرز اور ایس ایچ او سے لے کر ڈی پی او تک کی پوسٹنگز کیں ، کسی کو بھی نہی بخشا گیا ۔ چیف منسٹر پنجاب روزآنہ درجنوں پوسٹنگز فائلز پر دستخط کرتے تھے ، سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا پورا محکمہ روزآنہ درجنوں پوسٹنگز ٹرانسفرز فائلز تیار کرتا تھا اور سیکریٹری سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن روزآنہ وہ درجنوں پوسٹنگز فائلیں لے کر صبح سویرے چیف منسٹر پنجاب کے دفتر میں خاتون صاحبہ کے روبرو حاضر ہوتا تھا اور چیف منسٹر عثمان بزدار لنچ سے پہلے پہلے تمام

فائلز پر اپنی چڑیا بٹھا چکے ہوتے تھے کسی کو بھی اس کام میں دخل اندازی تو چھوڑیں سوچنے تک کی اجازت نہی تھی۔ محتاط اندازے کے مطابق کم از کم سو سے زائد سرکاری افراد اس کام میں خاتون صاحبہ کے مددگار تھے جو ڈیل کروانے میں دن رات مصروف رہ کر خود بھی بڑا مال پانی کما رھے تھے ، اس کے علاوہ پولیس میں بے تحاشہ بیٹرز مصروف عمل تھے ایس ایچ اوز اپنے نا پسندیدہ افسران کو کھڈے لائن لگوانے کی کھلے عام دھمکیاں دیتے تھے ایسے درجنوں واقعات ہوئے کہ ایس ایچ اوز نے ڈی پی اوز کی معطلی یا ٹرانسفر کے لیئے بیس بیس کروڑ روپے دیئے اور پٹواریوں نے تحصیل داروں کی معطلی کے لیئے پول کر کے دو دو ارب روپے دیئے ۔ کام بڑے سائنٹیفک انداز میں ھو رھا تھا ۔ ایسا نہی تھا کہ سارا پیسہ خاتون صاحبہ کی جیب میں جاتا تھا لیکن اسی فیصد مال خاتون صاحبہ کی نذر ھو جاتا تھا صرف پبنجاب میں محتاط اندازے کے مطابق 2021 میں گریڈ اٹھارہ سے اوپر ساڑھے چھ سو بڑی پوسٹنگز اور ٹرانسفرر ھوئے اس سے نیچے ایس ایچ او، پٹواری ، گرداور، تحصیل داروں وغیرہ کی تعداد تو کئ ھزار تک جا پہنچتی ھے اور اصل پیسہ ان ھی سے کمایا گیا ۔

2021 میں پنجاب کے 41 اضلاع اور 156 تحصیلیں تھیں اور ان میں ھزاروں پٹواری، گرداور، نائب تحصیل دار ، تحصیل دار ، افسر مال گریڈ گیارہ سے سولہ سترہ تک کے اہلکاروں سے خاتون صاحبہ نے اتنے پیسے کمائے کہ کئ بڑے سوٹ کیس ڈالروں سے بھرے ھوئے عمران خان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ھونے سے ایک ھفتہ قبل ایک خصوصی طیارے سے پہلے دبئ اور پھر امریکہ خاتون صاحبہ کے ھمراہ کھبی واپس نہ آنے کا عزم کرتے ھوئے عازم سفر ھوئے اور اب تو خاتون صاحبہ یعنی فرح گوگی پاکستان سے جانے والے کوئ کال تک سننے کی روادار نہی ھیں سننے میں آرھا ھے کہ خاتون صاحبہ فرح گوگی نے کئ بڑی کمپنیوں کے شیئرز کے علاوہ دو عدد بڑے شاپنگ مالز میسا چوسٹس میں خریدے ھیں اور کاروں کے لیئے لیتھئم بیٹریاں بنانے والی ایک بڑی کمپنی میں ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری بھی کی ھے ۔

سابق خاتون اول بشری بی بی صاحبہ کے صاحبزادے ابراھیم مانیکا نےنومبر 2022 میں دبئ جا کر فرح گوگی سے بڑی مشکل سے ملاقات کی اور اپنے حصے کی رقم کا مطالبہ کیا تو فرح گوگی نے آگے سے جواب دیا کہ توشہ خانے کی جو چیزیں تم نے ، زلفی چکنے اور شہزاد اکبر نے کروڑوں ڈالرز میں بیچی تھیں تو مجھے ایک بھی ڈالر نہی دیا اور نہ میں نے مانگا تو اب کیوں بھک منگوں کی طرح پیسے مانگنے آگیا ھے ؟ بھاگ جاؤ یہاں سے ---

2021 کا سال جنرل باجوہ اور وزیر اعظم عمران خان کے درمیان کافی ٹینشن کا سال رھا اسکی وجہ جنرل باجوہ کے مطابق جنرل فیض حمید کی Immense Power کی خواہش تھی جس کو خاتون اول بڑھاوا دیتی رہتی تھیں ۔ جنرل باجوہ بھی متبادل کا سوچنے پر مجبور ہوتے جا رھے تھے ۔ جنرل باجوہ کے خیال میں پراجیکٹ عمران کو لپیٹنے کا وقت آ گیا تھا کہ عمران خان مسائل کا حل نہی بلکہ خود بہت بڑا مسئلہ بن چکے ھیں ۔ جنرل باجوہ نے پہلے مرحلے پر عمران خان حکومت اور جنرل فیض حمید سے فاصلہ اختیار کیا جنرل باجوہ اگلے سال خود بھی سیف ایگزٹ چاہتے تھے ان کے اپنے مالی معاملات پر باتیں شروع ھو گئیں تھیں جنرل باجوہ کے معاملات کو جنرل فیض حمید ھوا دے رھے تھے . جنرل باجوہ کے خیال میں سخت جارحانہ مزاج والے جنرل فیض حمید اقتدار کے بساط پر ایک ایسا عفریت بن چکے تھے جس کو قابو نہ کیا گیا تو پاکستانی فوج مسائل کا شکار ھو کر " فیض حمید آرمی " بن کر رہ جائے گی ۔ جنرل باجوہ نے جنرل فیض حمید اور عمران خان کا متبادل ڈھونڈنا شروع کیا تو فیض حمید کے متبادل تو نصف درجن کے قریب فوج میں موجود تھے لیکن عمران خان کا متبادل کوئ نہی تھا ۔ عمران خان کے متبادل کی تلاش شروع ھوئ تو پتا چلا کہ شریف خاندان کے علاوہ کوئ نہی تھا لیکن شریف خاندان میں سے نواز شریف پر جی ایچ کیو راضی نہی تھا اور شہباز شریف اپنی نصف درجن بیماریوں اور بیویوں میں پھنسے ھوئے تھے اسکے علاوہ نواز شریف کبھی بھی شہباز شریف کو وزیراعظم بنوانے کے روادار نہی رھے وہ اس آفر کو اپنے خلاف فوج کی

سازش گردانتے رھے ۔ خیر جنرل باجوہ نے سب سے پہلے جنرل فیض حمید کا پتا صاف کیا اور 19 نومبر 2021 کو کور کمانڈر پشاور بنا کر اپنی جان چھڑوائ اور خود کو نیوٹرل قرار دے دیا جنرل فیض حمید وھاں 8 اگست 2022 تک رھے اسی دوران عمران خان کا دھڑن تختہ ھو گیا ۔ عمران خان نے اپنی ساکھ کھوتی ھوئ غیر مقبول حکومت بچانے کے لیئے جنرل باجوہ کے گوڈے گٹے تک پکڑ لیئے کہا جاتا ھے کہ عمران خان نے جنرل باجوہ کو تا حیات ایکسٹینشن کی آفر تک کر ڈالی لیکن جنرل باجوہ نے ایک نہ سنی تو عمران خان نے امریکن سائفر کا سہارا لیا اور جنرل باجوہ کو امریکی غلام ، میر جعفر میر صادق تک کہا یہ تک کہا جانے لگا کہ نیوٹرل تو گدھی ھوتی ھے ۔

جنرل فیض حمید کی جگہ کراچی کور V کے کمانڈر لیفٹنٹ جنرل ندیم انجم کو ڈی جی آئ ایس آئ مقرر کیا گیا ، جنرل ندیم انجم کبھی انٹیلیجنس پوسٹنگ پر نہی رھے اور کراچی کور کمانڈ ر بھی بمشکل ایک سال ھی رھے ھوں گے جنرل ندیم انجم کے کچھ اور ھی شوق تھے دو عدد جھگڑالو بیویوں اور کئ گرل فرینڈز میں رلتے رہتے تھے ، جنرل ندیم انجم کے بارے میں ملٹری انٹیل یہ تھی کہ انتہائ غیر سیاسی ھیں اور بس اپنے شوق میں مگن رہتے ھیں ۔ جنرل باجوہ کو ایسا ھی بیبا آئ ایس آئ چیف چاہیئے تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ آئ ایس آئ چیف کی اپائنٹمنٹ وزیر اعظم کرتا تھا ۔ عمران خان نے بہت ان فن کی اور ایک ھفتے تک نوٹیفیکیشن نہی کیا لیکن جب صدر عارف علوی کی مداخلت پر دونوں کی ون آن ون ملاقات ھوئ تو جنرل ندیم انجم نے بڑی دیر تک عمران خان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامے رکھا اور اپنی تابعداری کا یقین دلایا تو پھر عمران خان نے جنرل ندیم انجم کا نوٹیفیکیشن 20 نومبر 2021 کی تاریخ سے دستخط کر دیا ۔ جنرل ندیم انجم کی خوبی یہ تھی کہ وہ ھر بات پر سر ہلاتے رہتے تھے ان کے حواس پر گذشتہ رات کے اثرات اگلے پورے دن چھائے رھتے تھے۔

اب آگیا 2022 جنرل باجوہ ھر ایک سے کہتے پھر رھے تھے بلکہ نیند میں بھی زور زور سے بڑبڑاتے تھے میں نیوٹرل ھوں ، میں نیوٹرل ھوں ۔ عمران خان کی حکومت تو ناکام ھو چکی تھی جنرل فیض حمید پشاور کور کمانڈ کرنے جا چکے تھے عمران خان کے اتحادی پرواز کے لیئے تیار تھے صرف اشارے کی دیر تھی عمران خان کی حکومت بچانے کی بہت لوگوں نے کوششیں کیں لیکن جنرل باجوہ نے کانوں پر مفلر لپیٹ رکھا تھا ۔ بہرحال عمران خان کے خلاف 8 مارچ 2022 کو عدم اعتماد کی تحریک پیش ھوئ جو مختلف اقسام کی آئینی اور عدالتی مضحکہ خیز قلابازیوں کے بعد 10 اپریل 2025 کو قومی اسمبلی میں 174 ووٹوں سے کامیاب ھو گئ اس سے قبل جنرل باجوہ کے حکم پر ٹرپل ون بریگیڈ نے گن پوائنٹ پر ججوں کو اٹھا کر رات بارہ بجے سپریم کورٹ کھول کر صدر عارف علوی کے قومی اسمبلی ختم کرنے کے فیصلے کو معطل کر وا دیا۔ کہنے والے کہتے ھیں کہ فروری 2022 کے شروع میں ھی پشاور سے جنرل فیض حمید نے عمران خان کو اسمبلی توڑنے کا واضح مشورہ دیا تھا کہ جنرل باجوہ پر بازی پلٹنے کا بہترین موقع ھے کہ وزیر اعظم عمران خان آئینی حق استعمال کرتے ھوۓ صدر پاکستان سے قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا کہیں تو اسمبلی ختم ھو جاۓ گی اور عمران خان اس نعرے کے ساتھ نئے الیکشنز میں میدان میں آ جائیں گے کہ جی اتحادی حکومت تھی ، جرنیل مجھے کام کرنے کا موقع ھی نہی دے رھے تھے قوم مجھے واضح اکثریت دے تو میں اگلی ٹرم میں پوری طرح کام کر سکوں گا ۔ لیکن عمران خان نے جنرل فیض حمید کی بات نہی مانی اور پر اسرار روحانی وجوھات کی بنیاد پر پے درپے خطرناک سیاسی حماقتیں کر کر کے جیل آ پہنچے ۔

اب واپس جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید کی کہانی کی جانب چلتے ھیں ، جنرل باجوہ نے جنرل فیض حمید کو پشاور کور کی کمانڈ کا ایک سال بھی پورا نہی ھونے دیا اور نو ماہ کے اندر 8 اگست 2022 کو بہاولپور کور کا کمانڈربنا کر تبادلہ کر دیا ۔ جنرل باجوہ اب دو خواھشات کے غلام بن چکے

تھے پہلی اپنے لیئے مزید تین سال کی ایکسٹینشن دوسری جنرل فیض حمید کو کسی بھی کور میں ایک سال پورا نہ ہونے دینا تاکہ جنرل فیض حمید آرمی چیف بننے کی بنیادی شرائط پوری نہ کر سکیں ۔ نگراں حکومت جسکے وزیر اعظم شہباز شریف تھے جنرل باجوہ کو اپنی مکمل تابعداری کا یقین دلا چکے تھے جس پر آئ ایس آئ اور ایم آئ بھی جنرل باجوہ کو رپورٹ دے رھی تھیں کہ شہباز شریف جنرل باجوہ کو ایکسٹینشن دینے کے لیئے تیار ھے ۔

دوسری طرف جنرل باجوہ کو اپنے لیئے مصیبت سمجھتے ہوئے میاں نواز شریف جنرل باجوہ کو توسیع دینے کے لیئے ہر گز تیار نہی تھے ۔ لندن ایک بار سازش کا گڑھ بنا اور نواز شریف ، شہباز شریف ، مریم صفدر، خواجہ آصف ، اسحاق ڈار کے درمیان طویل صلاح مشورہ ھوا جس میں ڈی جی آئ ایس آئ لیفٹنٹ جنرل ندیم انجم خصوصی طور پر شریک ہوئے تاریخ تھی 28 ستمبر 2022 . اس میں نواز شریف خاموشی سے شرکا کی گفتگو سنتے رھے ، خواجہ آصف نے بتایا کہ وزیر اعظم شہباز شریف جنرل باجوہ کو چھ ماہ کی توسیع دینا چاہتے ھیں تاکہ وہ جی ایچ کیؤ کے تجویز کردہ عام انتخابات مارچ 2023 میں کروائیں اور پھر نئ حکومت آکر نیا آرمی چیف لگائے ۔ اس میٹنگ میں ڈی جی آئ جنرل ندیم انجم ایک نئے روپ میں نظر آئے اور انھوں نےشرکا کو بریفنگ دی کی جنرل باجوہ تین سال ایکسٹینشن نہی چاہتے بلکہ وہ صرف دو سال کی مزید مہلت چاہتے ھیں اور انتخابات 2024 میں کروانا چاہتے ھیں ۔ اس ساری کاروائ کو میاں نواز شریف خاموشی سے سن رھے تھے انھوں نے صرف یہ پوچھا کہ جنرل باجوہ کے بعد سینئر جرنیل کون کون ھیں جس پر ان کو سینیارٹی لسٹ بمعہ سب کی تفصیلات حوالے کر دی گئ ۔ اس بات سے جنرل ندیم انجم سمجھ گئے کہ میاں نواز شریف اب جنرل باجوہ کو مزید ایکسٹینشن دینے پر تیار نہی ھیں اور بات جنرل ندیم انجم نے واپسی پر جنرل باجوہ کو اچھی طرح سمجھا دی کہ آپ اب الوداعی ملاقاتیں شروع کر دیں۔

اب Immense Power کے دوسرے خواہش مند یعنی جنرل باجوہ کا سورج غروب ہونے کو تھا ۔

یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ھے کہ جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید میں سے ایکدوسرے کو کون لے ڈوبا ؟ ھمارے خیال میں مطلق فوجی اقتدار اور طاقت کی آرزو ان دونوں کو لے ڈوبی ! ان دونوں میں ایک عادت مشترک تھی کہ یہ دونوں جرنیل ماضی میں فوجی امتحانات کے کورس کے علاوہ کوئ کتاب نہی پڑھتے تھے شاید ھی کوئ کتاب ھو جو ان دونوں نے پوری پڑھی ھو یہاں تک کہ جنرل باجوہ قومی اور بین الاقوامی اخبارات اور رسالے بھی نہیں پڑھتے تھے ان کا انحصار ایم آئ کے ناخواندہ حوالداروں کی معمول کی بریفنگ پر رہتا تھا ۔

سارے واقعات کا ذکر کروں تو یہ داستان ختم ھی نہی ھوگی ۔

بہرحال Immense Power کا خواب موجودہ آرمی چیف کو بھی آگیا اور لولی لنگڑی حکومت سے پے درپے خود کو فیلڈ مارشل اور اب چیف آف ڈیفینس فورسز بنوا کر کوئ تا حیات قسم کی ایکسٹینشن کی آرزو ھے ۔

کچھ دن قبل ایک دوست نے پوچھا تھا کہ آپ کی فیورٹ فوجی شخصیت کون ھے ؟

ھمارا جواب تھا کہ ھماری فیورٹ فوجی شخصیات میں نئے پاکستان کے بعد جنرل ضیا الحق ، جنرل پرویز مشرف اور جنرل فیض حمید رھے ھیں ۔ وہ حضرت ھماری شکل دیکھنے لگے اور گویا ھوئے کہ حضرت میں سمجھا نہی ۔۔ ھم نے کہا کہ ان فوجی جرنیلوں نے اپنے ادارے کے غیر انسانی ، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری عزائم کو جس خوبصورتی سے ننگا کیا ھے اس وجہ سے ھم انکے عاشق ھیں اور اب ایسا لگ رھا ھے کہ ھمارے عشق کے سب سے اونچے پائیدان پر نئے نویلے چیف آف ڈیفنس فورسز فائز ھونے والے ھیں ۔

تاریخ کا سب سے بہترین سبق یہ ھے کہ تاریخ سے کوئ سبق نہی سیکھتا ۔

نصرت مہدی بھوپالی صاحبہ نے کیا خوب فرمایا ھے ---

عشق میں مجنوں و فرہاد نہیں ہونے کے
یہ نئے لوگ ہیں برباد نہیں ہونے کے

یہ جو دعوے ہیں محبت کے ابھی ہیں جاناں
اور دو چار برس بعد نہیں ہونے کے

کیا کہا توڑ کے لاؤ گے فلک سے تارے
دیکھو ان باتوں سے ہم شاد نہیں ہونے کے

نقش ہیں دل پہ مرے اب بھی تمہارے وعدے
خیر چھوڑو وہ تمہیں یاد نہیں ہونے کے